عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ ملتان

لولاک

10

شوال المکرم

۱۴۲۰ھ

جنوری / فروری

۲۰۰۰ء

چناب نگر میں اہل اسلام کی "مرکزی جامع مسجد ختم نبوت" زیر اہتمام!
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت (شمال مشرقی کونہ کا پرشکوہ بیرونی منظر)

بانی
مجاہد ختم نبوت
حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ لولاک ملتان

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان
حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیرِ طریقت
حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ
علامہ احمد میاں حمادی ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد
مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی
مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش
مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین
مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال
مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

ناشر:۔ صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل نو پرنٹرز ملتان ؛ مقام اشاعت:۔ جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

قادیانی جلسہ پر پابندی برقرار ہے	اداریہ	3
حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں قادیانی شرارت	رد عمل میں عبادت گاہ مسمار	4
قادیانی باپ کا مسلمان بیٹی پر ظلم	ہائی کورٹ کی دادرسی	4
مولانا غلام احمد کا سانحہ ارتحال	ادارہ	6
اسلام اور کمیونزم	خطاب : حضرت جالندھریؒ	7
ام المومنین حضرت جویریہؓ	مولانا عبدالسلام ندوی	13
مولانا محمد علی مونگیریؒ اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ	مولانا محمد اسماعیل	16
تکمیل رسالت ﷺ	میاں عبدالرشید	24
چوہدری غلام نبی امرتسریؒ کا انتقال	مولانا اللہ وسایا	25
قادیانی کلمہ	ادارہ	27
حافظ لدھیانویؒ ایک عاشق رسول ﷺ	صاحبزادہ طارق محمود	29
اکابر کے خطوط	ادارہ	32
خاتم النبیین ﷺ شعراء کی نظر میں	ادارہ	35
العرف الوردی فی اخبار المہدی (قسط13)	مولانا قاری قیام الدین	37
میڈیا کی طاقت اور مسلمان	رانا محمد ارشد	45
راتوں رات دولت مند بننے کی ہوس	محمد اشرف بلوچ	46
علماء اسلام اور قادیانیوں کے درمیان تاریخی مناظرہ	قاری محمد عثمان منصورپوری	56
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	61

اداریہ

قادیانی جلسہ پر پابندی برقرار ہے!

قادیانیوں کی ذلت آمیز ایک اور رسوائی

امتناع قادیانیت آرڈیننس کے باعث 1984ء سے قادیانی جماعت کے سالانہ جلسہ پر پابندی چلی آرہی ہے۔ قادیانی دجل ملاحظہ ہو کہ ہر سال وہ جلسہ کے لئے ڈی سی جھنگ کو درخواست دیتے ہیں' جلسہ کا اعلان کرتے ہیں' قادیانیوں سے سالانہ جلسہ کے نام پر چندہ وصول کرتے ہیں اور ظلم یہ کہ محکمہ خوراک سے ہر سال سالانہ جلسہ کے نام پر گندم کا لائسنس حاصل کر کے ہزاروں من گندم سستی خرید کر مارچ میں مہنگی بیچ دیتے ہیں۔

حالیہ حکومتی تبدیلی پر قادیانیوں نے شیطان کے وساوس کی طرح پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ اس سال ہمارا سالانہ جلسہ ضرور ہو گا۔ چناب نگر میں جلسہ گاہ کو بنانا سنوارنا شروع کر دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس پر احتجاج کیا۔ چناب نگر میں سالانہ رد قادیانیت کورس کے موقعہ پر احتجاجی جلسہ کا اہتمام کیا اور اعلان کیا کہ اگر قادیانیوں نے جلسہ منعقد کرنے کی کوشش کی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہر چہ بادا باد کی پالیسی پر گامزن ہو کر ان کے مقابلہ میں یہاں نہ صرف کانفرنس منعقد کرے گی بلکہ پورے ملک سے مسلمانوں کو جمع کر کے عملاً قادیانی جلسہ کے راستہ میں جذبہ ایمانی سے روکاوٹ ڈالی جائے گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے ممتاز رہنما سیکرٹری اطلاعات مولانا فقیر محمد نے گورنر' چیف سیکرٹری' کمشنر اور ڈی سی صاحب کو درخواستیں دیں' ٹیلی گرام دیئے' فون پر ان کو احتجاج نوٹ کرایا' ضلعی امن کمیٹی کے اجلاس میں مولانا غلام مصطفیٰ صاحب نے صدائے احتجاج بلند کی۔ ملک بھر کے اخبارات میں مختلف حضرات کے بیانات شائع ہوئے۔ اللہ رب العزت نے کرم فرمایا' حکومتی ذمہ دار حضرات نے قادیانیوں کے جلسہ پر حسب سابق پابندی برقرار رکھنے کا یقین دلایا اور قادیانیوں سے متعلق سابقہ پالیسی میں کسی بھی قسم کی کوئی تبدیلی نہ کرنے کا وعدہ کیا۔ قادیانیوں نے ان حالات کو دیکھ کر ایک بار پھر ذلت آمیز طریقہ پر شکست ورسوائی سے دوچار ہو کر خود بھی جلسہ کے التواء کا اعلان کر دیا ہے۔ (فلحمدللّٰہ)

حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں قادیانی شرارت

رد عمل میں قادیانی عبادت گاہ کو مسمار کر دیا گیا

حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ میں قادیانی جماعت کا مربی ڈاکٹر نواز احمد ہے۔ اسے مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کی تشہیر کرنے کا جنون ہے۔ اس کی جنونی اور شرارتی طبیعت نے علاقہ حویلی لکھا میں فضا کو مکدر کر رکھا ہے ڈش انٹینا کے ذریعے عوام سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانا اور علاج معالجہ کے بہانے قادیانیت کی تبلیغ کرنا اس کا معمول تھا۔ اس نے گزشتہ دنوں ایک یہ نئی شرارت کی کہ اپنے ایک مکان میں اونچی اونچی چاردیواری کر کے اندر قادیانی عبادت گاہ (مرزاڑہ) بنانا شروع کر دیا۔ مسلمانوں نے اس پر انتظامیہ سے احتجاج کیا مگر قادیانیوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ حتیٰ کہ اس کا لینٹر ڈال دیا گیا۔ جونہی مسلمانوں کو معلوم ہوا بازار میں سخت اشتعال پھیل گیا۔ رب کریم کی قدرت کا اندازہ فرمائیے کہ بغیر کسی منصوبہ بندی کے محض فضل ایزدی پر مسلمان جمع ہوئے اور قادیانی عبادت گاہ کو جو غیر قانونی طور پر بنائی جا رہی ہے۔ آن ہی آن میں زمین بوس کر دیا۔ اور یوں قادیانی مربی کی شرارت اپنے انجام کو پہنچ گئی۔ اب اس چاردیواری کو حکومت نے سیل کر دیا ہے۔ 16 دسمبر 1999ء کے اخبارات میں خبر پڑھ کر مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کی ہدایات پر لاہور ڈویژن کے مبلغ مولانا عزیزالرحمٰن ثانی اور قصور و اوکاڑہ کے مبلغ حضرت مولانا عبدالرزاق مجاہد وہاں پر تشریف لے گئے۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کرام کی مشترکہ میٹنگ میں ان تمام امور کا جائزہ لیا گیا۔ بحمدہ تعالیٰ اس وقت تک حالات پرسکون ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم کا معاملہ فرمائیں اور قادیانی شر و فساد سے ملک عزیز کو محفوظ و مامون فرمائیں۔

قادیانی باپ کا مسلمان بیٹی پر ظلم!

ہائی کورٹ لاہور کی دادرسی

کھر ڑیانوالہ کے ایک قادیانی باپ محمد سلیم کی مسلمان بیٹی رخسانہ سلیم نے لاہور ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس میاں نذیر اختر کو ایک دردناک مراسلہ بھجوایا ہے جس میں اس بچی نے اپنے والد پر الزام لگایا ہے

کہ وہ جماعت احمدیہ کے ایماء پر اسے بھی زبردستی قادیانی بنانا چاہتا ہے اور اسے زبردستی ربوہ لے جاکر کسی قادیانی سے اس کی شادی کرنا چاہتا ہے جبکہ اس کے ماموں بھی جرمنی جانے کی لالچ میں قادیانی ہو گئے ہیں۔ مراسلہ میں بتایا گیا ہے کہ وہ آٹھویں جماعت کی طالبہ ہے اور قادیانی بننے کا تصور بھی نہیں کر سکتی جبکہ اس کا والد اس مقصد کے لئے اسے تشدد کا نشانہ بناتا ہے۔ خط میں کہا گیا ہے کہ اگر ایک بچی کی فریاد پر محمد بن قاسم آگیا تھا تو آپ بطور جج ہائی کورٹ میری فریاد پر میری مدد کیوں نہیں کر سکتے؟ خط میں کہا گیا ہے کہ اگر فاضل جج کی جانب سے میری دادرسی نہ کی گئی تو میں قیامت کے روز حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس پیش ہو کر شکایت کروں گی۔ فاضل جج نے یہ مراسلہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر جسٹس راشد عزیز خان کو بھجوادیا۔ فاضل چیف جسٹس نے مسٹر جسٹس میاں نذیر اختر کو ہدایت کی کہ وہ اس مراسلہ کو حبس بے جا کی درخواست میں تبدیل کر کے اس پر کاروائی عمل میں لائیں۔ چنانچہ فاضل عدالت نے رخسانہ سلیم کی برآمدگی کے لئے ہائی کورٹ کا بیلف مقرر کیا۔ بیلف نے بچی کو اس کے والدین سے برآمد کر کے منگل کے روز فاضل عدالت میں پیش کیا۔ دوران سماعت بچی کا والد سلیم، دو چچا غلام یاسین ولئن محمد اور اس کے ماموں بھی فاضل عدالت میں پیش ہوئے۔ بچی نے فاضل عدالت کے روبرو اپنے بیان میں اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات کا اعادہ کیا۔ بچی کے ماموں نے اس امر کا اعتراف کیا کہ وہ جرمنی گیا تھا اور اسے جماعت احمدیہ نے وہاں بھجوایا تھا اس موقع پر جناب نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ، جناب چوہدری ظفر ایڈووکیٹ اور جناب جاوید اعوان ایڈووکیٹ نے جو پہلے ہی کمرہ عدالت میں موجود تھے۔ بچی کی جانب سے رضاکارانہ طور پر پیروی کی۔ بچی کے دونوں چچاؤں نے جو مسلمان ہیں فاضل عدالت کو یقین دلایا کہ اگر بچی ان کے حوالے کر دی جائے تو وہ اس بچی کی مرضی کے مطابق کسی مسلمان سے شادی کر دیں گے اور اسے اس کی مرضی کی زندگی بسر کرنے دیں گے۔ اس پر بچی نے فاضل عدالت کے روبرو بیان دیا کہ اگر اس کے چچا قرآن مجید پر حلف اٹھا کر یہ وعدہ کریں تو میں ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوں۔ اس پر فاضل عدالت نے بچی کے چچاؤں کو ہدایت کی کہ وہ باوضو ہو کر آئیں اور قرآن مجید پر عدالت کے روبرو حلف اٹھائیں۔ ان کے باوضو ہو کر حلف اٹھانے کے بعد فاضل عدالت نے بچی کو ان کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی اور قرار دیا کہ بچی کو چھ ماہ کے لئے اس کے چچاؤں کے ساتھ بھیجا جا رہا ہے۔ اس دوران جاوید اعوان ایڈووکیٹ ہر پندرہ روز بعد خود بچی کی خیریت معلوم کیا کریں گے اور اس سے عدالت کو آگاہ رکھیں گے۔ (نوائے وقت لاہور 15 دسمبر 1999)

حضرت مولانا غلام احمد کا سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت احمد پور شرقیہ کے امیر' جامع مسجد عباسیہ محلّہ عباسیاں کے خطیب' ممتاز مذہبی رہنما اور بزرگ عالم دین حضرت مولانا غلام احمد صاحب پچھلے دنوں معمولی بیمار رہ کر آخرت کو سدھار گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

موصوف جامعہ خیر المدارس ملتان کے پہلے دور کے فضلاء میں سے تھے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ' حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ ایسے اکابر سے آپ کو شرف تلمذ حاصل تھا۔ جامعہ عباسیہ سے آپ نے علامہ کی ڈگری حاصل کی۔ احمد پور شرقیہ کے معروف تعلیمی ادارہ فاضل ہائی سکول میں آپ اسلامیات کے استاد رہے۔ سینکڑوں آپ کے شاگرد ہیں۔ جامع مسجد عباسیہ میں آپ نے ثلث صدی تک خطابت کے فرائض سرانجام دیئے۔ تمام دینی تحریکوں میں آپ نے مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ قادیانیت کے خلاف آپ نے چند رسائل بھی تحریر کئے۔ کچھ عرصہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے ممبر بھی رہے۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ' حضرت مولانا لال حسین اخترؒ' حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ' حضرت مولانا حافظ سید عطاء المنعمؒ سے آپ کے مثالی تعلقات تھے۔ حق تعالیٰ شانہ ان کی مغفرت فرمائیں اور ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔ پسماندگان کو صبر جمیل نصیب ہو اور قدم قدم پر رب کریم کی رحمتوں کا ان پر سایہ ہو۔ **(لولاک)**

بقیہ: آسام کا تاریخی مناظرہ

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے الہام کیا کہ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔ (تذکرہ مجموعہ الہامات ص336)

خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔ (تذکرہ طبع دوم ص600)

4------ مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت:

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تمہارے اوپر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب کے پیچھے نماز پڑھو۔ (تذکرہ ص401)

اسلام اور کمیونزم

خطاب : مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری رح

تنظیم اہل سنت پاکستان کی تبلیغی کانفرنس منعقدہ ۱۲ مارچ ۱۹۵۰ء
موچی دروازہ لاہور میں ایک لاکھ کے تاریخی اجتماع سے خطاب

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا

حضرات! اخبارات' اشتہارات اور منتظمین کے اعلانات سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ مجھے اس وقت "اسلام اور کمیونزم" کے عنوان پر کچھ عرض کرنا ہے۔ اتنے مختصر وقت میں ایسے وسیع عنوان پر نہ تو مفصل بحث کی جا سکتی ہے اور نہ ہی میں کرنا چاہتا ہوں۔ صرف چند ایک گذارشات پر اکتفا کروں گا۔

کمیونزم کا پس منظر

اس موضوع پر گفتگو سے پیشتر ہمیں یہ دیکھنا ہو گا اور یہ سوچنا ہو گا کہ جس وقت یہ ازم اٹھا۔ اشتراکیت کے بانیوں نے یہ نظام پیش کیا۔ کیونزم کے علمبرداروں نے یہ تحریک تجویز کی تو اس کی وجوہات کیا تھیں' تحریک کا پس منظر کیا تھا' حالات کا رخ کیا تھا' واقعات کی رفتار کیا تھی' وقت کا تقاضا کیا تھا' اور فضا کا مزاج کیسا تھا۔

کیونکہ جب تک ہم کسی چیز کی تہ کو نہ کھنگال لیں' اس وقت تک اس کی حقیقت و ماہیت کو سمجھا نہیں جا سکتا۔ ہمیں چوری کا اندیشہ ہے تو ہمیں اس راہ کو بند کرنا ہو گا کہ جہاں سے چور کے آنے کا امکان ہے اگر سیلاب کا خطرہ ہے تو ہمیں اس کنارے پر بند باندھنا ہو گا۔ جہاں سے موج دریا کے بہہ نکلنے کا خطرہ ہے۔
ہمیں اس بات کو جانچنا ہو گا اور اس سوال کو پرکھنا ہو گا کہ جس وقت اس نظام کے بانی' اس تحریک کے محرک اسے برسرکار لائے تو کیا وہ کوئی اثباتی چیز پیش کرنا چاہتے تھے یا انہوں نے حالات سے بے بس ہو کر' واقعات سے اکتا کر' مجبور ہو کر اور مضطرب ہو کر یہ حل تلاش کیا... یہ راستہ تجویز کیا... اور یہ راہ نکالی۔
اور جس وقت مصائب میں محصور' مشکلات میں مبتلا انسان' مصائب و آلام کی حصار کو توڑنے کے

لئے جائز و ناجائز' درست اور قبیح ہر ذریعہ' ہر طریقہ' ہر ہتھیار استعمال کرتا ہے اور مشکل سے نکلنے کے لئے اخلاق' ایمان' اصول اور اسلام سب چیزوں کو ترک کر دیتا ہے۔ اسی طرح کیمونزم کے بانیوں نے اپنے مصائب میں ایسی راہ اختیار کی۔

کیمونزم دو چیزوں کا مخالف ہے۔ ایک سرمایہ اور دوسرا مذہب۔ اب غور اس بات پر کرنا ہے کہ آیا دشمنی بذات خود تھی یا خارجی اسباب کے باعث۔ اگر یہ عوارض ماحول سے قطع نظر بذات خود تھی تو بحث کی صورت اور ہوگی اور اگر یہ مخالف خارجی ماحول کے باعث ہے اور غلو سے اسے عقیدہ کا درجہ دے دیا گیا ہے تو بحث کی نوعیت کچھ اور ہوگی۔

حقیقت کیمونزم

کیمونزم کی ابتداء زار روس کے وقت ہوئی۔ وہ زمانہ جبکہ عوام ظلم کا شکار تھے۔ زندگی کا تمام سکون' تمام حسن' تمام رعنائیاں چند سرمایہ داروں اور عیار مذہبی رہنماؤں کے لئے مختص تھیں۔ ملک کے گلی کوچوں میں قدم قدم پر بھوک تھی' بیکاری تھی' آہ و بکا تھی' آنسو تھے' اترے ہوئے چہرے تھے' کچلی ہوئی روحیں تھیں' مدقوق جسم تھے' مفلوج جوان تھے' چولہے سرد تھے' آبادیاں ویران تھیں' کھیتوں میں امراء شکار کھیلتے' حکومت ان کا لگان لیتی۔ مگر کسانوں کو چند دانے بھی میسر نہ تھے۔ اور پھر غلط کار مذہبی رہنما' عیار پادری' ان سب باتوں کے لئے مذہب سے جواز نکالتے۔ اور سرمایہ دار کے اس ظلم کو انصاف بنا کر پیش کرتے۔

جب عوام نے مذہب اور سرمایہ دار کی اس ملی بھگت کو اور اس اتحاد کو دیکھا کہ مذہب کے علمبردار مذہب سے سرمایہ دار کے ٹھاٹھ' جاگیردار کے ظلم کو قائم رکھ رہے ہیں' تو انہیں یقین ہوگیا کہ سرمایہ داری کی حیات اور مذہب کی زندگی لازم و ملزم چیزیں ہیں۔ مذہب سرمایہ دار کو باقی رکھتا ہے اور سرمایہ دار مذہب کی بقاء کا ضامن ہے' اور ان دونوں کے اتحاد و اتفاق سے غریب کا خون چوسا جا رہا ہے۔ غریب عوام' مزدور' کسان دہقان سب مذہب اور سرمایہ دار دونوں کے باغی ہوگئے۔ ایک طویل عرصہ کے تجربہ کے بعد اور مسلسل لڑائی نے اس تصور اور اس خیال کو عقیدہ کا درجہ دے دیا۔ اور ناواقف غریب' جاہل' مفلس' نادان مظلوم نے یقین کرلیا کہ مذہب صرف سرمایہ دار' جاگیردار اور زوردار کی حمایت کرتا ہے۔ اور اس کے دامن میں غریب کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ اور لازماً" غریب مظلوم و محکوم بے کس و بے بس عوام کو یونہی چاہیے تھا اور ان کے لئے اس عقیدہ کا اقرار درست سمجھا جا سکتا ہے۔

اس عقیدہ کی بناء پر غریب نے یہ سوچا' یہ سمجھا' یہ فیصلہ کیا کہ یہ مذہبی علماء' یہ دینی درسگاہیں' یہ جبے یہ عبائیں' یہ کنیسہ یہ کلیسہ' یہ سب سرمایہ دار کے گرد حصار ہیں۔ اور سرمایہ دار کو ختم کرنے کے لئے اس حصار

کو توڑنا اور ختم کرنا لازمی اور لابدی ہے۔ انہیں یقین ہو گیا کہ مذہب سرمایہ دار کی فوج ہے' جاگیردار کا ہتھیار' اس لئے سرمایہ دار کے ساتھ اس فوج کو ختم کئے بغیر چارہ نہیں۔

دراصل کمیونزم ظالم سرمایہ داروں اور غلط کار مذہبی رہنماؤں کے ظلم و ستم کا ردعمل ہے۔ جابر سرمایہ داروں اور عیار پادریوں کے باہمی ربط و اتحاد نے جس سیاہ ناگ کو جنم دیا وہ کمیونزم ہے۔

اس تمام بحث سے میرا مقصد یہ ہے کہ کمیونزم کوئی مثبت چیز نہیں 'کوئی مربوط ضابطہ حیات نہیں۔ بلکہ مصائب میں گرفتار انسانوں کی اپنی گلوخلاصی کے لئے کوشش ہے۔ جس میں جائز و ناجائز سب کچھ شامل ہے اور اس غلو نے بڑھ کر عقیدہ کا درجہ لے لیا ہے۔ اس دعوی کے لئے میرے پاس دلیل ہے۔

اپنی جلا وطنی کے ایام میں جب مولانا عبیداللہ سندھی ؒ مارشل سٹالین اور دوسرے کمیونسٹ لیڈروں سے ملے تو کئی روز کی طویل بحث و تمحیص کے بعد یہ اقرار کرلیا کہ اگر رشیا کی حکومت کا ڈھانچہ بناتے وقت ہمارے پاس کوئی اسلام کا نظام پیش کرنے والا ہوتا تو کمیونزم کے اس نظام کو روسی کبھی قبول نہ کرتے۔

پاکستان میں کمیونزم

ہمارا دعوی ہے کہ اسلام کمیونزم سے بدرجہا بہتر اور غریب کا زیادہ ہمدرد و ہمدم ہے۔ لیکن پھر بھی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہاں کمیونزم کے آثار نمایاں ہیں اور اس کے نقوش اجاگر ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت اور مذہب دونوں مل کر چلتے۔ لیکن اب جو لوگ مذہبی ہیں ان کا حکومت میں دخل نہیں اور جو حکومت میں ہیں ان کا مذہب سے اتنا تعلق نہیں۔

کالج کا نوجوان جب ماں باپ کا تمام سرمایہ تعلیم پر لگا دینے کے بعد کالج سے فارغ ہو کر نکلتا ہے تو اسے نوکری نہیں ملتی' تجارت میں راہ نہیں ملتی' روٹی نہیں ملتی۔ ملک کے سرمایہ دار کا سلوک انتہائی دل شکن ہے۔ مذہبی رہنما کی روش غلط ہے۔ اسلام کے نظریے سے وہ ناواقف ہوتا ہے۔ اس گھبراہٹ' پریشانی اور اضطراب کے عالم میں اسے اپنے خیال میں ایک روشنی نظر آتی ہے' ایک نور نظر پڑتا ہے۔ اور وہ کمیونزم کا چراغ ہے۔ کیونکہ اسلام کی شمع سے تو وہ ویسے ہی ناآشنا ہے۔

اسلام کا اقتصادی نظام

گذشتہ سال میں نے اسلام کے اقتصادی نظام پر ملتان میں چھ مفصل تقریریں کیں تو ایک روز مجھے سوشلسٹ اور کمیونسٹ نوجوان گھیر کر بیٹھ گئے کہ :

"مولوی صاحب! آپ روزہ' نماز' حج' زکوہ' اسلام' اخلاق کا وعظ کیا کریں۔ روٹی اور اقتصادیات

کے مسئلے سے اسلام کا کیا تعلق۔ وہ مذہب اور وہ نظام بھی کبھی سرمایہ دار کا مخالف اور غریب کا محافظ ہو سکتا ہے' جو کہ پورے سال میں صرف ایک بار مال کا صرف چالیسواں حصہ سرمایہ داروں سے غریبوں کو دلواتا ہے'' ۔
میں نے ان سے کہا :

'' دیکھو! میں اسلام کے اقتصادی نظام کی دو چیزیں تم کو بتلاتا ہوں۔ اس کے بعد تم اعتراض کرنا۔

نمبر۱۔ اسلامی حکومت میں ہر وہ شخص جو کہ حکومت کی اطاعت وفاداری کا اعلان کردے خواہ وہ مسلم ہو یا ذمی' حکومت کے خزانے پر اس کے لئے پانچ چیزیں مہیا کرنی فرض ہیں۔ روٹی' کپڑا' مکان' تعلیم' صحت۔

نمبر۲۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان چیزوں کی فراہمی کیسے ہوگی۔ (خزانہ) سرمایہ کہاں سے لے' بجٹ کہاں سے اور کیونکر پورا ہو۔ تو فرمایا کہ : زکوۃ لو' عشر لو' خراج لو۔ اگر ان طریقوں سے بھی پورا نہ ہو تو فرمایا''ان فیہ مالک لحق سوا الزکواۃ'' تمہارے مالوں میں زکوۃ کے سوا اور بھی حق ہے۔ اور اس حق کی کوئی تعیین نہیں۔ بلکہ یہ ملکی ضروریات کے مطابق ہے۔ جب بھی حکومت جتنا بھی چاہے سرمایہ داروں سے لے کر ناداروں پر خرچ کر سکتی ہے۔ '' ۔ ان دو چیزوں کو سن کر وہ حیرانگی سے کہنے لگے۔

'' مولوی صاحب! کیا واقعی یہ اصول اسلام میں ہیں؟'' لیکن کوئی اپنے گھر ہی کو نہ دیکھے تو میں کیا کہوں۔ اور میں تو آج بھی کہتا ہوں کہ برطانیہ میں اشتراکیت کے لئے جگہ تو ہو سکتی ہے۔ امریکہ کے مقابلے میں اس کا نظام تو سمجھ میں آسکتا ہے۔ لیکن پاکستان میں اس کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

اسلام اور کمیونزم!

کمیونزم میں سب سے پہلا' سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ اصل چیز کی کوئی قیمت نہیں۔ ان پر سب کا مساوی حق ہے اور اس میں کسی کو کسی پر کوئی فوقیت نہیں۔ یعنی ضروریات زندگی سے سب یکساں فائدہ حاصل کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ یہ فیصلہ ہے جو دنیا آج اس ترقی' تعلیم' تہذیب کے زمانہ میں کر رہی ہے۔ یہ بات محمد عربی ﷺ نے آج سے تیرہ سو سال پیشتر عرب کے تپتے ہوئے ریگ زاروں اور جلتے ہوئے سنگ ریزوں میں بیٹھ کر کہدی تھی کہ

اصل چیز کی کوئی قیمت نہیں۔ قیمت صرف مزدور کی مزدوری کی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ گھاس جو کہ بارش کے پانی سے خود اگے چاہے وہ زمین وقف کی ہو' مملکت کی ہو' کسی جاگیردار کی ہو' اس پر سب کا برابر حق ہے۔ وہ جنگلات' وہ درخت جو ازخود اگیں' چاہے وہ کسی کی ملکیت کی زمین میں ہی کیوں نہ ہوں سب انسانوں کا اس پر برابر کا حق ہے۔ اور تم اسی چیز' اسی کھیتی' اسی باغ کے مالک ہو اور تم اسی چیز سے تنہا فائدہ حاصل کر سکتے ہو جس پر تم نے خود محنت کی ہے' جسے خود لگایا ہے۔ یعنی کہ اصل قیمت اور اصل ملکیت محنت کی

ہے' مزدوری کی ہے۔ جس چیز پر تم نے محنت نہیں کی' تم تنہا اس کے ملک نہیں ہوسکتے۔ اس میں سب کے سب برابر کے حصہ دار ہیں۔

آج کل' اس موقع پر جب کہ میں اپنے گھر کی خوبیاں' اپنے گھر کا حسن بیان کر رہا ہوں' اپنی قباحت' اپنی خامی' اپنی کمزوری کا اقرار نہ کروں تو یہ درست نہ ہوگا۔ فرض کیجئے کہ ایک شاہراہ پر ایک عالیشان محل ہے اور اس کے سامنے ایک جھونپڑی سر جھکائے کھڑی ہے۔ یہ محل ہوٹل ہے اور وہ جھونپڑی ایک معمولی ساتندور۔ اس عظیم الشان ہوٹل کا فرش سنگ مرمر کا ہے اور دیواریں سیمنٹ کی ہیں۔ چھتوں پر نقش و نگار ہیں۔ کھڑکی دروازوں میں رنگ برنگ شیشوں کی چمک دمک نگاہوں کی خیرہ کر رہی ہے۔ باہر کھانوں کی ایک طویل فہرست آویزاں ہے۔ اندر فرنیچر ہے۔ فرش پر قالین ہے۔ لیکن بد قسمتی سے کھانا کوئی تیار نہیں۔ پینے کو پانی میسر نہیں۔ کھانے کو سوکھی روٹی مہیا نہیں اور اس کے سامنے اس ٹوٹے ہوئے جھونپڑے میں کہ جہاں صفائی نہیں ہے۔ ہنڈیا کے کنارے ٹوٹے ہوئے ہیں۔ چمچہ زنگ آلودہ ہے۔ دسترخوان میلا ہے۔ لیکن دو پیسے کی روٹی اور چنے کی دال موجود ہے۔

اب آپ خود اندازہ کیجئے کہ ایک مسافر آتا ہے۔ تھکاہارا ہے' بھوک کا ستایا ہے' پیاس کا مارا ہے' اس ہوٹل کو دیکھتا ہے' آرائش و زیبائش کو دیکھتا ہے۔ اندر جاتا ہے' لیکن خدمت کے لئے ملازم نہیں' کھانے کے لئے روٹی نہیں' پینے کے لئے پانی نہیں۔ اب وہ چاروناچار اس ٹوٹے جھونپڑے' اس بوسیدہ خیمہ' اس گندے تندور پر آکر روٹی لیتا ہے۔ اور اپنے پیٹ کی آگ بجھاتا ہے۔

اسلام یہ عالیشان محل ہے یہ جنت رشک ہوٹل ہے۔ اور کمیونزم' یہ گندہ تندور ہے۔ خلافت راشدہ کے بعد تیرہ سو سال سے یہ عالیشان ہوٹل ہمارے قبضے میں ہے۔ یہ ایوان ہمارے تصرف میں ہے۔ بھوک کے مسافر آتے ہیں' کھانے کی طلب کرتے ہیں' روٹی کا سوال کرتے ہیں۔ مگر اس کے منتظمین ناکارہ اور خائن ہیں۔ اس محل کو آباد نہیں کرتے۔ اس ہوٹل کو چلاتے نہیں' جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ بوسیدہ تندور تو آباد ہے مگر یہ عظیم الشان ہوٹل برباد ہے۔

آج عالم میں کم از کم سولہ اسلامی ممالک موجود ہیں اور تیرہ سو سال سے موجود ہیں۔ اگر پاکستان کو چند سالوں کے لئے انگریزوں نے مغلوب کر لیا تھا تو کیا بات ہے۔ مگر ہم آج پھر آزاد ہیں۔ مگر افسوس کہ کسی نے آج تک اس محل کو آباد نہ کیا۔ فہرستیں تو موجود ہیں' عمارت موجود ہے' فرنیچر موجود ہے' مگر روٹی نہیں۔ اسلام کا دسترخوان نہیں بچھا۔

ایران بھی ہے' افغانستان بھی ہے' عراق بھی ہے' پاکستان بھی ہے' مگر افسوس کہ ایک بھی ملک ایسا نہیں کہ جہاں نظام اسلام پوری کیفیتوں کے ساتھ اپنے تمام لوازمات و ضوابط کے ساتھ رائج ہو...!۔ یہ کیا ہی

بد قسمتی ہے کہ کفر جو اعلان کرتا ہے اور جو راہ اختیار کرتا ہے وہ اس پر پوری طرح کاربند ہے۔ مگر ہم نے جو راہ متعین کر رکھی ہے اور جس پر ہمارا یقین کامل ہے کہ کمال کامیابی کی یہی ایک راہ ہے۔ اور ہم اس پر قدم اٹھانے سے گریزاں ہیں۔

حرف آخر

میں آخر میں اتنا عرض کروں گا کہ برطانیہ اور امریکہ کے چوروں اور ڈاکوؤں میں تو کیمونزم کے بیان کی گنجائش ہے مگر پاکستان میں نہیں لیکن دنیا وعدہ پر بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ جب وہ دیکھتی ہے کہ امام مسجد کے سر پر تیس روپے کا کلاہ ہے اور غریب کی بچی کو کھدر کا کرتا میسر نہیں۔ جب کڑاکے کے جاڑے میں امیروں کی موٹروں کے لئے گیراج تھے۔ کتوں کے لئے ڈیوڑھیاں تھیں۔ خدمت گاروں کے لئے کواٹر تھے۔ لیکن غریب برہنہ تن مہاجروں کے لئے آسماں نیلگوں اور فرش خاکی کے سوا کوئی سایہ نہ تھا۔ اور جب غریب جاں بلب کیمپوں میں تھے تو سرمایہ دار جام بدست مے خانوں میں پڑا تھا۔ تو پھر بیکسی کا احساس بغاوت کو جنم دیتا ہے۔

میں کمیونسٹوں سے کہتا ہوں کہ روسی بغاوت کا دھوکہ کھانے والو' کیا آج سٹالین کا سازو سامان اٹلی سے کم ہے؟ کیا سٹالین کا محل زوچین کے محل سے کم عظیم الشان ہے؟ اور کیا روس میں مزدور کو وہی مقام حاصل ہے' وہی آسائش حاصل ہے' جو حکام کو ہے؟

آج کے مسلمانوں کو نہ دیکھو' ان کے حکام کو نہ دیکھو۔ آؤ! اسلام کے عظیم الشان محل کو آباد کریں کہ ہر آنے والا مسافر سکھ پائے۔

بقیہ: دولت مند بننے کی ہوس

سے منع کیا گیا ہے۔

" یاایها الذین آمنو انفقو من طیبات ماکسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیممو الخبیث من تنفقون ولستم باخذیه الا ان تغمضوا فیه۔ بقره "﴿ترجمہ: اے ایمان والو! پاکیزہ چیزوں میں سے جو تم نے (اپنے ہاتھ سے) کمائی ہیں اور جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے پیدا کی ہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور ناپاک مال خرچ کرنے کا مت سوچو کہ خود اسے لیتے وقت منہ بنانے لگتے ہو۔﴾

حرام کی کمائی نہ صرف خود اپنے لئے روحانی اور مادی طور پر نقصان دہ ہوتی ہے بلکہ اس سے معاشرے میں بھی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ ایک مسلمان کو یہ شایان نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان اور مومن کہلانے کے ساتھ ساتھ حلال اور حرام میں کوئی تمیز روا نہ رکھے

ام المومنین حضرت جویریہ رضؓ

تحریر: مولانا عبدالسلام ندوی

نام و نسب

جویریہ نام' قبیلہ خزاعہ کے خاندان سے ہیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ جویریہؓ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء۔ حارث بن ابی ضرار حضرت جویریہؓ کے والد خاندان بنو مصطلق میں سے ہیں۔

نکاح

حضرت جویریہؓ کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔

غزوہ مریسیع اور نکاح ثانی

حضرت جویریہؓ کا باپ اور شوہر مسافع دونوں دشمن اسلام تھے۔ چنانچہ حارث نے قریش کے اشارے سے یا خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں' آنحضرت ﷺ کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لئے بریدہ بن حصیب اسلمی کو روانہ کیا۔ انہوں نے واپس آکر خبر کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو تیاری کا حکم دیا۔ ۲ شعبان ۵ھ کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مریسیع میں جو مدینہ منورہ سے ۹ منزل ہے' پہنچ کر قیام کیا' لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہنچ چکی تھیں۔ اس لئے اسکی جمعیت منتشر ہو گئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا۔ لیکن مریسیع میں جو لوگ آباد تھے' انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے۔ مسلمانوں نے دفعتہً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ (۱۱) آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہو گئے' جن کی تعداد تقریبا (۶) سو تھی۔ غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں حضرت جویریہؓ بھی تھیں۔ ابن اسحٰق کی روایت ہے جو بعض حدیث کی کتابوں میں بھی ہے کہ تمام اسیران جنگ لونڈی غلام بنا کر تقسیم کر دیئے گئے۔ حضرت

جویریہؓ ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں۔ انہوں نے ثابت سے درخواست کی کہ مکاتبت کرلو یعنی مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو۔ ثابت نے (۹) اوقیہ سونے پر منظور کیا۔ حضرت جویریہؓ کے پاس روپیہ نہ تھا۔ چاہا کہ لوگوں سے روپیہ مانگ کر یہ رقم ادا کریں۔ اس غرض کے لئے آنحضرت ﷺ کے پاس بھی آئیں حضرت عائشہؓ بھی وہاں موجود تھیں۔

ابن اسحٰق نے حضرت عائشہ کی زبانی روایت کی ہے جو یقیناً ان کی ذاتی رائے ہے کہ چونکہ جویریہؓ نہایت شیریں ادا تھیں، میں نے ان کو اپنے گھر میں آتے دیکھا تو خیال کیا کہ آنحضرت ﷺ پر ان کے حسن و جمال کا اثر ہوگا جیسا کہ مجھ پر ہوا ہے۔ غرض وہ آنحضرت ﷺ کے پاس گئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کو بہتر فیصلہ کی خوشخبری سناؤں حضرت جویریہؓ سمجھ گئیں اور راضی ہوگئیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے بدل کتابت کی رقم ادا کر دی اور ان سے نکاح کر لیا۔ لیکن دوسری روایت میں یہی واقعہ قدرے تفصیل کے ساتھ اس طرح درج ہے کہ حضرت جویریہؓ کا باپ حارث رئیس عرب تھا حضرت جویریہؓ جب گرفتار ہوئیں تو حارث آنحضرت کی خدمت میں آیا اور کہا کہ : میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی، میری شان اس سے بالاتر ہے۔ میں اپنے قبیلے کا سردار ہوں اور رئیس عرب ہوں۔ آپ میری بیٹی کو آزاد کر دیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ خود جویریہؓ کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ حارث نے جا کر جویریہؓ سے کہا کہ محمد ﷺ نے معاملہ تیری مرضی پر رکھا ہے۔ دیکھنا مجھ کو رسوا نہ کرنا۔ حضرت جویریہؓ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان سے شادی کر لی۔

ابن سعد نے طبقات میں یہ روایت یوں نقل کی ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد نے اپنی بیٹی کا فدیہ خود ادا کیا پھر جب وہ آزاد ہوگئیں تو آنحضرت ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔ حضرت جویریہؓ سے جب آپ نے نکاح کیا تو تمام اسیران جنگ جو اسلامی فوج کے حصہ میں آگئے تھے دفعۃً رہا کر دیئے گئے۔ اسلامی افوج نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ ﷺ نے شادی کر لی ہے ہم انہیں غلام نہیں رکھ سکتے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا۔ ان کے سبب سے ان کے خاندان کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر دیئے گئے۔

حضرت جویریہؓ کا نام برہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے بدل کر جویریہؓ رکھا کیونکہ اس نام میں بدفالی تھی۔

وفات

حضرت جویریہؓ نے ربیع الاول ۵۰ھ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کا سن ۶۵ برس کا تھا۔ مروان نے نماز جنازہ پڑھی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

فضل و کمال

حضرت جویریہؓ نے آنحضرت ﷺ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان سے حسب ذیل بزرگوں نے حدیث سنی ہے۔ ابن عباس' جابر' ابن عمر' عبید بن السباق' طفیل' ابوایوب' مراغی' کلثوم' ابن مصطلق' عبداللہ بن شداد بن الہاد کریب رضی اللہ عنہم۔

اخلاق

حضرت جویریہؓ زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں ایک دن صبح کو مسجد میں دعا کر رہی تھیں۔ آنحضرت ﷺ گذرے اور دیکھتے ہوئے چلے گئے۔ دوپہر کے قریب آئے تب بھی ان کو اسی حالت میں پایا۔ آنحضرت ﷺ کو ان سے محبت تھی۔ ان کا بہت خیال فرماتے ایک مرتبہ ان کے گھر تشریف لائے۔ پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ فرمانے لگیں میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا وہی رکھا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے اٹھا لاؤ یہ تمہارے لئے تو صدقہ تھا تمہاری طرف سے ہمارے لئے ھدیہ ہے۔

بقیہ: میڈیا کی طاقت اور مسلمان

بھی اشد ضرورت ہے۔ انہیں بوسنیا، کوسوا کی تصویر دکھانا بھی ازحد ضروری ہے اور یہ بتلانا بھی ضروری ہے کہ مسلمان کی حد تک ان تمام طاقتوں کی ذہنیت آج بھی تبدیل نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنی تمام تر جدیدیت، تہذیب اور روشن خیالی کے باوجود بوسنیا کی سرزمین پر مسلمانوں کا جو حشر کیا صرف اس جرم میں کہ وہ مسلمان ہیں اس کے سامنے بیت المقدس اور سپین کی تفتیشی کال کوٹھریوں کے مظالم بھی ماند پڑ گئے ہیں۔ مگر یہ سب اسی صورت ممکن ہے کہ مسلمانوں کا اپنا میڈیا نیٹ ورک ہو۔ اپنی اخباری ایجنسیاں، اپنے آزاد ریڈیو، اپنے سیٹلائٹ اور اپنے آزاد خبروں کے ذرائع ہوں اور یہ سب کے سب مکمل مسلمان بھی ہوں۔

اس صورت حالات میں میری امت کے دانشوروں، زعما، علماء اور سربرآوردہ افراد سے استدعا ہے کہ یہ وقت ہے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور میڈیا کی حکمرانی کے دور میں مسلمانوں کے حق میں اس طاقت کے حصول کے لئے تمام ذرائع اور اذھان عقل و سوچ اور فکر و دانش بروئے کار لائیں۔ میرے خیال میں یہ وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

مولانا محمد علی مونگیریؒ اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ

قسط نمبر3

تلخیص و ترتیب : مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

شہادت آسمانی

مولانا کی دوسری اہم تصنیف "شہادت آسمانی" ہے۔ یہ دو حصوں میں ہے۔" پہلی شہادت آسمانی" اور "دوسری شہادت آسمانی" ۱۳۱۲ھ کے رمضان میں چاند اور سورج میں ایک ساتھ گہن ہوا۔ مرزا قادیانی نے اس واقعہ کو بڑے فخر سے اپنے حق میں ایک آسمانی شہادت کے طور پر اپنی مہدویت کے ثبوت میں پیش کیا اور یہ اعلان کیا کہ :

"حدیث میں آیا ہے کہ ان دونوں گہنوں کا اجتماع امام مہدی کی علامت ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی کی مہدویت ثابت ہو گئی۔" ساتھ ہی مرزا قادیانی نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ :

"رمضان میں ان دو گہنوں کا اجتماع کسی مدعی مسیحیت یا مہدویت کے زمانہ میں نہیں ہوا' صرف ان ہی کے عہد میں ہوا ہے۔"

قادیانیوں میں اس بات کا بڑا ذکر تھا اور وہ اس کو ہر جگہ مرزا قادیانی کی صداقت کے ثبوت میں پیش کیا کرتے تھے۔ مولانا نے یہ کتاب "شہادت آسمانی" دراصل اسی خیال کی تردید میں لکھی ہے اور بہت مدلل طریقے پر اس دعویٰ کو غلط ثابت کیا ہے۔

سب سے پہلے مولانا نے یہ ثابت کیا ہے کہ اس دعوے کی بنیاد مرزا قادیانی نے جس حدیث پر رکھی ہے وہ حدیث اس لائق ہرگز نہیں ہے کہ اس سے یہ عقیدہ ثابت کیا جائے کہ مہدی موعود کے وقت میں ایسے گہنوں کا ہونا ضروری ہے اور وہ گہن امام مہدی کی علامت ہیں۔

دوسری بات انہوں نے یہ ثابت کی ہے کہ ۱۳۱۲ھ کا گہن ایک معمولی گہن تھا جو اپنے وقت پر ہوا اور اس طرح کے گہن پہلے بھی بہت ہو چکے ہیں۔ چنانچہ پہلے اپنے قول کی تائید میں ایک ماہر ہیئت مسٹر کیتھ کی کتاب (UZE OF GLDBE) جو لندن میں ۱۸۶۹ء میں چھپی اور ایک ضخیم فارسی کتاب "حدائق

النجوم" جو ہیئت فیثا غورثی کے بیان میں ہے اور ۱۱۵۸ صفحات پر مشتمل ہے پیش کی۔ انہوں نے لکھا ہے کہ :

"مسٹر کیتھ نے سو برس (یعنی ۱۸۰۱ء سے ۱۹۰۰ء تک) کی فہرست دی ہے اس فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سو برس کے عرصہ میں سورج اور چاند کا مشترکہ گہن رمضان المبارک میں پانچ مرتبہ ہوا ہے۔ حدائق النجوم کی فہرست میں تریسٹھ سال کے اندر رمضان المبارک میں تین گہنوں کا اجتماع لکھا ہے۔"

اس کے بعد انہوں نے کتاب سے ۱۴۶ برس کی فہرست نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ :

"یہ کتابیں عرصہ دراز ہوا طبع ہوئیں لیکن اب تک کسی نے ان پر غلطی کا الزام نہیں لگایا۔"

پھر انہوں نے یہ دکھایا ہے کہ :

"۱۲۶۸ھ میں گہنوں کا پہلا اجتماع ہوا اور ان گہنوں کی تاریخ وہی ۱۳ اور ۲۸ رمضان ہے۔ جن تاریخوں کو مرزا قادیانی مہدی کا نشان کہتے ہیں۔ اس گہن کے دیکھنے والے اب بھی موجود ہیں۔ اس وقت مرزا قادیانی کی عمر گیارہ برس کی ہوگی۔ ۱۳۱۱ھ کے رمضان میں اس گہن کا ظہور امریکہ میں ہوا۔ اس وقت مسٹر ڈوئی مدعی مسیحیت وہاں موجود تھا۔"

مولانا لکھتے ہیں :

"مرزا قادیانی نے اس گہن کو بھی اپنی تائید میں پیش کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مہدی کے وقت میں دو گہن ہوں گے۔ حالانکہ کسی حدیث میں یہ مضمون نہیں ہے۔ اس صریح جھوٹ کے علاوہ اس گہن کا وجود ہندوستان میں نہیں ہوا جہاں مرزا قادیانی کا وجود ہے بلکہ اس ملک میں ہوا جہاں مرزا قادیانی کی طرح ایک دوسرا مدعی رسالت موجود ہے۔"

۱۳۱۲ھ میں تیسرا گہن ہوا اور یہی وہ گہن ہے جسے مرزا قادیانی نے اپنی مہدویت کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ مولانا آگے لکھتے ہیں :

"یہ گہن اس حدیث کا مصداق کس طرح ہو سکتا ہے جس کی نسبت حدیث

(دارقطنی) میں نہایت صاف طور سے ارشاد ہے: "لم تکونا منذ خلق اللّٰہ السمٰوات والارض۔" اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ جب سے آسمان وزمین اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے اس وقت سے (لے کر اس مہدی کے وقت تک) ایسا چاند گہن اور سورج گہن کبھی نہ ہوا ہو گا۔ یعنی وہ دونوں گہن ایسے بے مثل اور بے نظیر ہوں گے کہ اس سے پہلے کسی وقت ان کی نظیر نہیں مل سکتی۔"

اس کے بعد انہوں نے بہت تفصیل سے یہ ثابت کیا ہے کہ امام مہدی کی جو خصوصیات وصفات احادیث میں بیان کی گئیں ہیں ان میں سے کوئی بھی مرزا قادیانی پر منطبق نہیں ہوتی۔

مولانا کی دوسری تصنیفات پر ایک نظر

اس کے علاوہ مولانا کی جو تصنیفات رد قادیانیت میں ہیں ان میں چشمہ ہدایت، چیلنج محمدیہ، معیار صداقت، معیار المسیح، حقیقت المسیح، تنزیہ ربانی، آئینہ کمالات مرزا، نامۂ حقانی زیادہ مشہور اور ممتاز ہیں۔ کل کتابوں کی تعداد ۵۰ کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے ایسے رسائل بھی ہیں جو پہلے چھپے تھے اس کے بعد ختم ہو گئے اور پھر چھپنے کی نوبت نہ آسکی اور اب ان کا سراغ لگانا بھی آسان نہیں۔

دراصل مولانا نے تنہا وہ کام کیا جو ایک اکیڈمی بھی اتنے بہتر انداز اور کامیاب طریقہ پر نہیں کر سکتی۔ قادیانیت کے خلاف یہ سارا لٹریچر مولانا ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے اور انہوں نے اس کے خلاف مکمل مواد فراہم کر دیا ہے اور اس کے ہر ہر پہلو کا پورا تجزیہ کیا ہے۔

رسالہ "چیلنج محمدیہ" عربی فارسی اور اردو تین زبانوں میں ۱۹۱۹ء میں شائع ہوا اور اس کی خوب اشاعت ہوئی۔ ایڈیٹر الفضل اور خلیفہ قادیان کو کئی مرتبہ بھیجا گیا لیکن مسلسل سکوت کے سوا اور کوئی جواب نہ ملا۔ اس میں مرزا قادیانی کو خود اس کی زبان سے جھوٹا ثابت کیا گیا۔

"چشمہ ہدایت" کے آخر میں اعلان کیا گیا کہ جو اس کا جواب دے گا اس کو دس ہزار روپیہ پیش کیا جائے گا۔ اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے ۱۱۸ اقوال نقل کئے ہیں اور اس سے ان کو مفتری اور کاذب ثابت کیا ہے۔ بار بار چیلنج کے بعد بھی کسی نے اس کا جواب دینے کی کوشش نہیں کی۔

ایک عام فہم اور واضح دلیل جس کا مولانا نے تقریباً اپنی ہر کتاب اور ہر رسالہ میں ذکر کیا ہے اور قادیانیوں کو سوچنے کی دعوت دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ مہدی علیہ السلام کے نزول کی

علامت یہ ہے کہ تمام کافر اسلام لے آئیں گے اور دنیا سے فسق و فجور اٹھ جائے گا۔ وہ انسان کے انصاف پسند اور سنجیدہ ذہن سے اپیل کرتے ہوئے بار بار کہتے ہیں کہ غور کرو مرزا قادیانی کے آنے سے کیا یہ بات حاصل ہوئی جو مرزا قادیانی نے بیان کی ہے۔

"معیار صداقت" میں لکھتے ہیں :

"ایک فتویٰ مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ اور صاحبزادے کا یہ ہے کہ جو کوئی مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لایا وہ کافر ہے' اس کے پیچھے نماز ہرگز جائز نہیں ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں جو تقریباً ۲۳ کروڑ (اور اس وقت ایک ارب سے زائد ہیں) مسلمان تھے وہ مرزا قادیانی کے وجود سے سب کافر ہو گئے بجز قلیل گروہ کے اور کوئی کافر مسلمان نہیں ہوا۔"

قادیانیوں نے آخر میں قرآن مجید کی آیات سے استدلال کرنے کی کوشش کی اور توڑ موڑ کر اس کے معنی بیان کرنے شروع کئے۔ مولانا نے اس کے رد میں "معیار المسیح" کے نام سے ایک رسالہ لکھا اور ایک ایک دلیل کو لے کر اس کی غلطی ظاہر کی۔

مولانا کے ان رسائل کے جواب میں سب قادیانیوں نے مل کر ایک رسالہ "اسرار نہانی" لکھا اور اپنی ناکامی کو چھپانے کے لئے مولانا کو خاص طور پر ہدف بنایا اور کوشش کی کہ عام مسلمان مولانا سے بد ظن ہو جائیں۔ اس کے بعد ان کو مرزا قادیانی کی طرف متوجہ کرنا آسان ہو گا۔ اس کے لئے انہوں نے دو تنخواہ دار مبلغین رکھے اور ان کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ گاؤں گاؤں پھر کر سیدھے سادے مسلمانوں کے دلوں میں مولانا سے نفرت پیدا کریں اور ان کی زندگی کو ان کے سامنے گھناؤنا بنا کر پیش کریں تاکہ ان کی وقعت اور محبت لوگوں کے دلوں سے نکل جائے جو قادیانیت کے راستہ میں ایک بڑی رکاوٹ ثابت ہو رہی ہے۔

مولانا نے مولانا عبدالرحیم مونگیری کے نام ایک طویل مکتوب میں اس کا مفصل ذکر کیا ہے۔ نیز "صحیفہ رحمانیہ" میں بھی اس کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے۔

"چونکہ اس جماعت کو خدا سے واسطہ نہیں ہے اس لئے جواب سے عاجز ہو کر فحش کلامی اور بیہودہ گوئی کر کے حضرت مخدوم بہاری اور حضرت مجدد الف ثانی علیہما الرحمۃ وغیرہ بزرگوں کو درپردہ اور حضرت مولف فیصلہ آسمانی کو اعلانیہ گالیاں

دینا اور عوام کو بہکانا شروع کیا ہے۔"

"مرزائی نبوت کا خاتمہ" نامی ایک رسالہ مولانا نے اور لکھا اور ختم نبوت کو ثابت کیا۔ یہ رسالہ ۱۹۱۴ء میں دہلی میں شائع ہوا۔ ۱۹۲۵ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا لیکن کوئی قادیانی اس کا جواب نہ دے سکا۔

قادیانیوں کی طرف سے ایک دلیل یہ دی جانے لگی تھی کہ :

"مدعی کاذب اور مفتری نہ باقی رہ سکتا ہے نہ پھل پھول سکتا ہے لیکن مرزا قادیانی کو برابر کامیابی ہو رہی ہے اور لوگ ان کے دائرہ میں داخل ہو رہے ہیں اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مرزا قادیانی حق پر ہیں۔"

اس کے رد میں مولانا نے ایک رسالہ "عبرت خیز" لکھا اور اس غلط خیال کی تردید کی اور قرآن مجید اور تاریخ وواقعات کے حوالہ سے اس دعویٰ کی کمزوری واضح کی۔

مکتوب بنام استاد فرمانروائے دکن

خواجہ کمال الدین قادیانی نے حیدر آباد میں زور شور سے قادیانیت کی تبلیغ شروع کی تھی اور اس کے لئے ایسا اسلوب اختیار کیا تھا کہ لوگوں کے جذبات بھی زیادہ مجروح نہ ہوں اور وہ تدریجی طور پر قادیانیت کو قبول کرنے کے لئے تیار بھی ہو سکیں۔

اس نے "صحیفہ آصفیہ" کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا اور اس میں بڑی چابک دستی کے ساتھ مولانا ہی کے الفاظ میں "زہر کی تخم پاشی" کی۔ بد قسمتی سے اس کو دربار میں بھی تقرب حاصل ہو گیا اور دوسری طرف اس نے یہ اعلان شروع کیا کہ ہمارا مقصد اشاعت اسلام ہے۔ اس کا جو اثر مسلمانوں پر پڑا وہ ظاہر ہے بالخصوص انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان اس اعلان سے بہت متاثر ہوئے جو ایک انگریزی تعلیم یافتہ کی طرف سے برابر کیا جا رہا تھا۔

مولانا اس صورت حال سے بہت بے چین اور مشوش تھے۔ اس کے لئے انہوں نے نظام حیدر آباد کے استاد فضیلت جنگ مولانا انوار اللہ خان صاحب کو ایک مفصل مکتوب میں اس کی طرف توجہ دلائی اور اپنے درد دل کا اظہار کیا۔ خط اس شعر سے شروع کیا ہے :

اگر بینی که نابینا وچاه است
وگر خاموش به نشینی گناه است

خط میں مولانا لکھتے ہیں :

''کچھ عرصہ سے سن رہا ہوں کہ خواجہ کمال الدین وکیل لاہور مرید خاص مرزا غلام احمد قادیانی وہاں پہنچے ہوئے ہیں اور تمام مسلمانوں میں بہت غل مچادیا ہے اور سنا جاتا ہے کہ ہمارے شہر یار دکن کی نظروں میں بھی مقبول ہوگئے ہیں۔ یہاں تک کہ ہر ایک کو ان سے بات کرنے کی جرات نہیں ہوسکتی۔ مجھے سخت حیرت ہے۔ باوجود یہ کہ وہاں کے فرمانروا آپ کو بہت مانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہوں گے کہ کتاب ''افادۃ الافہام'' آپ ہی نے لکھی ہے اور بہت عمدہ کتاب لکھی ہے۔ پھر اس کے مقابلہ میں ''صحیفہ آصفیہ'' خواجہ کمال قادیانی کا تقسیم ہورہا ہے۔ یعنی تریاق کے بعد زہر کی تخم پاشی ہورہی ہے اور آپ خاموش ہیں۔''

مولانا کی تصنیفات کا اثر

مولانا کی ان تصنیفات ورسائل اور خطوط ومکاتیب نے اتنا کام کیا کہ بعض اوقات قادیانی مبلغ یہ علم ہوتے ہی کہ مولانا کے رسائل کی فلاں جگہ لوگوں میں عام اشاعت ہورہی ہے وہ جگہ چھوڑ کر چلے گئے اور جب وہاں بھی ان کے رسائل نے ان کا تعاقب کیا تو ان کو کسی تیسری جگہ پناہ لینی پڑی' یہاں تک نوبت آئی کہ مولانا کا نام ہی قادیانیوں کی شکست کا مترادف بن گیا۔

ان تصنیفات بالخصوص فیصلہ آسمانی اور شہادت آسمانی کے مطالعہ سے غیر جانبدار شخص اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ قادیانیت کے رد میں جو لٹریچر اب تک تیار کیا گیا ہے اس میں یہ کتابیں بہت ممتاز مقام رکھتی ہیں۔ انہوں نے تردید قادیانیت میں جو اہم پارٹ ادا کیا ہے اور مسلمانوں کو جتنا فائدہ پہنچایا ہے اسے کوئی مورخ نظر انداز نہیں کرسکتا۔

مولانا کے اس ''قلمی جہاد'' سے ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کو فائدہ پہنچا۔ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اس جال میں پھنس چکی تھی اور اندیشہ تھا کہ ایک کثیر تعداد اس فتنہ میں مبتلا ہوجائے گی۔ مولانا کی کوششوں سے یہ سب اس تحریک کا شکار ہونے سے بچ گئے۔

کٹک اور اس کے اطراف میں قادیانیت نے خاصا زور پکڑ لیا تھا اور ان کی ایک مضبوط جماعت بن گئی تھی۔ جس کا دائرہ روز بروز وسیع ہو رہا تھا لیکن وہاں کے مدرسہ سلطانیہ کے صدر مدرس مولانا سید قاسم بہاری نے جلد ہی اس کے تریاق کی فکر کی اور مولانا کے رسائل منگوا کر اس کی اشاعت کی کوشش کی اور اس کے نتیجہ میں ان اطراف میں یہ فتنہ بالکل ختم ہو گیا۔ کٹک سے مولانا کے ایک عقیدت مند مولانا کو ان حالات سے مطلع کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> ”حضور کے رسالوں اور کتابوں کا اس ملک میں اچھا اثر پڑا' مسلمانوں کے عقائد بہت درست ہو گئے' ایک جم غفیر اور بڑی جماعت جو قادیانی ہونے والی تھی انہیں کتابوں کی بدولت قادیانی ہونے سے بچ گئی اور اب یہ حالت ہے کہ کسی قادیانی کو اپنے مذہب سے دلچسپی نہیں رہی۔“

اگر کبھی برسوں کے بعد مرزا قادیانی یا ان کے حامیوں کی طرف سے مولانا کی کسی کتاب کا جواب دیا گیا تو مولانا نے فوراً اس کی تردید میں رسالہ لکھا۔ اس کا اثر یہ پڑا کہ پھر دوبارہ ان کو ہمت نہ ہوئی اور اس میدان میں ان کو اپنی کامیابی بہت دشوار نظر آنے لگی۔

چونکہ مولانا پیچیدہ مسائل اور علمی مباحث کو بھی سلجھا کر اور سادہ و دلنشین انداز میں پیش کرنے کے عادی تھے اس لئے عام مسلمانوں کے لئے اس سے فائدہ اٹھانا بہت آسان تھا اور یہی مولانا کا مقصد بھی تھا۔ مولانا اکثر فرماتے کہ :

> ”اتنا لکھو اور اس قدر طبع کراؤ اور اس طرح تقسیم کرو کہ ہر مسلمان جب صبح سو کر اٹھے تو اپنے سرہانے رد قادیانیت کی کتاب پائے۔“

اور حق یہ ہے کہ مولانا نے اس پر عمل کر کے دکھایا اور ان کا یہ سوز و اضطراب' بے قراری اور جہاد مسلسل اس بات کی تصدیق کے لئے بالکل کافی ہے۔

وقت آخر

مولانا کے مرض وفات کی ابتدا سنیچر کو ہوئی اور گیارہ روز یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس کا پہلا سبب یہ ہوا کہ دن کو غسل کیا اور رات کو گرمی کی وجہ سے سائبان میں آرام فرمایا۔ دو بجے رات کو یکا یک بخار ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے اتنا تیز ہوا کہ تشویش پیدا ہو گئی۔ حالت میں مزید ابتری کے آثار دیکھ کر مخصوص اہل تعلق

[illegible] اور تار کے ذریعہ اطلاع دی گئی اور مخلصین اور عقیدت مندوں کا ہجوم ہونا شروع ہوا لیکن اس کے [illegible] حالت بہتر ہونا شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ بخار اتر گیا۔

تیسرے یا چوتھے روز پھر بخار آیا اور صاحب فراش ہو گئے' کراہنے اور اظہار تکلیف کی مولانا کو عادت نہ تھی' استفسار پر الحمدللہ کے علاوہ اور کوئی جواب نہ ہوتا۔ گیارہ روز تک علالت کا سلسلہ قائم رہا۔ آخر کے پانچ روز مکمل استغراق میں گزرے' یہ وہ دن تھے جس میں مولانا جماعت میں شریک نہ ہو سکے۔ اس سے پہلے انتہائی کمزوری کی حالت میں بھی اگر کسی وقت ذرا سی بھی قوت محسوس کرتے تو مسجد میں آنے کے لئے بے قرار ہو جاتے اور بڑے اصرار کے بعد حجرہ میں نماز ادا کرنے پر آمادہ ہوتے

وفات

وصال کے ایک روز پہلے مولانا کے ایک خاص خادم اور مزاج داں حاجی لیاقت حسین صاحب نے متحرک لبوں میں کان لگایا تو اللہ اللہ کی آواز آرہی تھی۔ ۹ ربیع الاول سہ شنبہ ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء کو زوال آفتاب کے قریب ایسا محسوس ہوا کہ یہ آفتاب رشد و ہدایت بھی عنقریب غروب ہونے والا ہے اب وقت پورا ہو چکا تھا۔ ظہر کی نماز کے بعد ۲ بجے دن میں اللہ اللہ کرتے ہوئے جان جاں آفریں کے سپرد کی۔

وفات کی خبر بجلی کی طرح سارے شہر میں پھیل گئی اور ہر طرف سے عقیدت مندوں نے ہجوم کیا' بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ اسی کمرہ میں غسل دیا گیا جو مولانا کی مستقل قیام گاہ تھی' لوگوں کے ہجوم اور روار تنگی کی وجہ سے نماز جنازہ مغرب کے بعد ہوئی۔ چاندنی رات میں جنازہ چبوترہ پر لایا گیا اور نماز کے بعد وصیت کے مطابق حجرہ کے سامنے صحن کے آخری مشرقی حصہ میں لیچی کے درخت کے نیچے تدفین عمل میں آئی اور نصف صدی سے زائد عرصہ تک اسلامی ہند کی فضاؤں کو اپنی ضیاپاشیوں سے منور کرنے کے بعد یہ آفتاب نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

قارئین لولاک کو عید مبارک قبول ہو — ادارہ!

تکمیل رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

میاں عبدالرشید

قرآن پاک کی رو سے سب انبیاء ورسل اسلام ہی کے علمبردار تھے۔ سب کی تعلیم کے بنیادی اصول توحید اور آخرت تھے۔ اللہ تعالیٰ ہیں اور واحد لاشریک ہیں۔ کوئی ان سا نہیں۔ وہ ساری موجودات کے خالق ومالک ہیں۔ سب کے احوال سے باخبر ہیں سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ ان کی قوت لاانتہا ہے۔ ان کی صفات اعلیٰ اور یکتا ہیں۔ اپنی مخلوق سے انہیں بے پایاں محبت ہے اور رحمت کی صورت میں اس محبت کا اظہار ان سے ہر لحہ وقوع پذیر ہو رہا ہے۔ ان کی صفت رحمت باقی تمام صفات پر سبقت رکھتی ہے۔ ان کی رحمت ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔

یہی زندگی سب کچھ نہیں یہ زندگی فانی ہے۔ اس کے بعد ایک اور زندگی ہے۔ جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اس آنے والی زندگی میں ہر شخص کے احوال ودرجات کا دارومدار اس کے یہاں کئے گئے اعمال پر ہے۔ انسان کے اعمال کے نتیجہ میں یا تو اس کے لئے آنے والی زندگی میں اعلیٰ قسم کی نعمتیں اور بلند سے بلند تر مقامات ودرجات ہیں اور یا خوفناک عذاب اور پست سے پست تر ذلتیں' اس وسیع وعریض کائنات میں ہر فرد کے لئے اللہ تعالیٰ کا تحفظ اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس ہر نبی کی تعلیم کا مغز تھا۔ جملہ انبیاء نے اپنے اپنے معاشروں اور ملکوں میں یہی بات پیش کی۔ لیکن ہمارے رسول پاک (فداہ ابی وامی) کے سوا کون ایسا نبی ہے۔ جس نے یہ کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ میں معراج کی رات اللہ تعالیٰ سے ملاقات کر کے آیا ہوں۔ آخرت کو مانو میں آخرت کے احوال اور جنت ودوزخ دیکھ کے آیا ہوں۔

سب انبیاء ورسل' توحید وآخرت کے عقائد پر مبنی معاشروں کی تشکیل کے لئے کوشاں رہے مگر یہ سعادت اور عظمت صرف ہمارے رسول ﷺ پاک کو نصیب ہوئی کہ آنجناب ﷺ نے ان عقائد پر مبنی معاشرہ اور مملکت قائم فرمائی۔ صرف حضور اکرم ﷺ کی یہ شان ہے کہ آپ ﷺ نے توحید وآخرت کے عقائد کو صرف انفرادی زندگیوں تک محدود نہ رکھا۔ بلکہ انہیں اجتماعی زندگی کے ہر شعبہ مثلاً حکومت' سیاست' عدالت' معیشت' معاشرت' جنگ' امور خارجہ' میں جلوہ گر کر کے دکھایا اور مکمل طور پر جلوہ

بقیہ صفحہ :44 پر ملاحظہ کریں

چوہدری غلام نبی امرتسریؒ کا انتقال

تحریر: مولانا اللہ وسایا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے بزرگ رہنما اور روح رواں جناب چوہدری غلام نبی امرتسریؒ گوجرانوالہ میں کچھ عرصہ بیمار رہ کر انتقال کر گئے۔ اللہ رب العزت ان کی مغفرت فرمائے اور ان کی قبر کو بقعہ نور بنائے۔

چوہدری غلام نبیؒ امرتسر کے رہنے والے تھے۔ تقسیم سے قبل امرتسر "احرار" کی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ آپ نے امرتسر کے ماحول میں آنکھ کھولی۔ انہیں اکابر کی نظر کرم نے ان کو دین اسلام کی خدمت اور آزادی وطن کا مجاہد سپاہی بنادیا۔ مجلس احرار اسلام کے مجاہد بہادر مخلص کارکنوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ کڑیل جوان تھے۔ قدرت نے حسن وصحت کی تمام خوبیوں سے نوازا تھا۔ جب احرار رضاکاروں کی وردی میں ملبوس جیوش احرار کے ساتھ چلتے تھے تو کشمیر کے شہزادے معلوم ہوتے تھے۔ پاکستان بننے کے بعد گوجرانوالہ آکر آباد ہوئے تو مجلس احرار کے پلیٹ فارم سے گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ پر دل وجان سے فدا تھے۔ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ، شیخ حسام الدینؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالقیوم ہزاروی مدظلہ، مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، مولانا تاج محمودؒ، آغا شورش کاشمیریؒ، مولانا مظہر علی اظہر، سید مظفر علی شمسی اور دیگر مذہبی وسیاسی رہنماؤں سے محبت واخلاص کے مثالی تعلقات تھے۔ حضرت امیر شریعتؒ اور آپ کے گرانقدر رفقاء نے جب مجلس تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی تو چوہدری صاحبؒ نے بھی اپنے آپ کو اس پلیٹ فارم کے لئے وقف کر دیا۔

تحریک ختم نبوت 1953ء میں آپ کے مجاہدانہ کارناموں کی لائل پور، جھنگ، خان پور، سکھر، کراچی تک داستانیں بھری پڑی ہیں۔ آپ نے اس تحریک میں سنہرے وقابل فخر کارنامے سرانجام دیئے۔ کراچی میں گرفتار ہوئے۔ حیدرآباد جیل میں اکابرین تحریک کے ساتھ بہادرانہ طور پر جیل کاٹی۔

آپ پر بے پناہ تشدد بھی ہوا۔ مگر یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے۔

1974ء اور 1984ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے بڑی بے جگری سے حصہ لیا۔ گوجرانوالہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے ملکیتی دفتر کے حصول سے لے کر اس کی تعمیر و مرمت تک کے تمام مراحل میں آپ کا مجاہدانہ ایثار شامل رہا۔ چوہدری غلام نبی مرحوم کی گہری نظر اور معاملات کی باریک بینی اور اصابت رائے کو دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ جس قیادت کے یہ کارکن ہیں اس قیادت کی بالغ نظری کا کیا عالم ہوگا؟ آپ نے کسی سکول و دینی مدرسہ میں زانوے تلمذ تہہ نہیں کیا مگر ذہانت اور روشن دماغی کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنی یاداشتوں پر مشتمل چار سو صفحات کی کتاب مرتب کرادی۔ جس کا نام "تحریک کشمیر سے تحریک ختم نبوت تک" تھا۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ لگائیں کہ تین سال میں اس کے چار ایڈیشن شائع ہوئے اور ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔ چوہدری غلام نبی امرتسریؒ بلاشبہ ایک انجمن تھے' چلتی پھرتی تاریخ تھے' ایک وفاشعار مجاہد فی سبیل اللہ تھے' عقیدہ ختم نبوت کے پاسبان تھے' اکابرین امت کی روایات کے امین تھے' ان کی وفات سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے جو مدتوں پر نہ ہوگا۔ ان کی حسین یادوں کی کسک عرصہ تک دل دنیا کو مضطرب کیے رکھے گی۔

بحمدہ تعالیٰ آخر تک صحت ٹھیک رہی۔ گذشتہ چند سالوں سے گھٹنوں کے درد اور جگر کی خرابی کی شکایت ہوئی۔ مگر زندگی کی گاڑی چلتی رہی اور خوب چلتی رہی۔ آخر وقت تک کسی کے محتاج نہ ہوئے۔ چند ماہ قبل زیادہ پرابلم پیدا ہوا' لاہور وغیرہ میں لے جایا گیا مگر پھر بھی بہادروں کی طرح انہوں نے بیماری کو جھیلا کبھی زبان پر کوئی حرف شکایت نہ آیا۔ چلنا پھرنا آخر تک جاری رہا۔ صرف آخری چند دنوں میں صاحب فراش ہوئے مگر پھر بھی قدرت نے ان کو کسی کا محتاج نہ کیا۔ عاش سعیداً ومات سعیداً

15 دسمبر 1999ء بمطابق 6 رمضان المبارک 1420ھ کو دن کے دس بجے انتقال ہوا۔ اسی دن رات گیارہ بجے آپ کو بڑے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ کے دیرینہ ساتھی اور جگری دوست حضرت مولانا حکیم عبدالرحمن آزاد امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ گوجرانوالہ کی پوری دینی و سیاسی قیادت اور عوام کی بڑی بھاری تعداد نے جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا ضیاء الدین آزاد' مولانا فقیر اللہ اختر اور چوہدری صاحبؒ کے صاحبزادوں نے آپ کی تکفین کے مراحل طے کیے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ

بقیہ صفحہ 34 پر ملاحظہ کریں

قادیانی کلمہ

قادیانیوں کا کلمہ پڑھنا در اصل کلمہ طیبہ کی توہین اور رسول اللہ ﷺ سے گستاخی ہے۔ کیونکہ قادیانی عقیدہ یہ ہے کہ:

الف............ موجودہ دور میں "محمد رسول اللہ" کا ظہور مرزا قادیانی کی شکل میں ہوا ہے۔ اس لئے قادیان کا اسود عنسی مرزا غلام قادیانی (نعوذباللہ) خود محمد رسول اللہ ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

ب............ اور یہ کہ مرزا قادیانی کے زمانہ کی روحانیت محمد رسول اللہ ﷺ سے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔ حضور ﷺ کے زمانہ کی روحانیت پہلی رات کے چاند کی طرح ناقص اور بے نور تھی اور مرزا کی روحانیت چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور کامل ہے۔ حضور ﷺ کا زمانہ روحانی ترقیات کا پہلا قدم تھا اور مرزا کا زمانہ روحانی ترقیات کی آخری معراج ہے۔ (خطبہ الہامیہ)

ج............ اور یہ کہ مرزا خدا کا آخری نور ہے۔ (کشتی نوح)

د............ اور یہ کہ مرزا افضل الرسل ہے۔ کیونکہ آسمان سے کئی تخت اترے مگر مرزا کا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ (تذکرہ)

ہ............ اور یہ کہ آسمان وزمین اور پوری کائنات کی تخلیق صرف مرزا کی خاطر ہوئی ہے۔ (تذکرہ)

و............ اور یہ کہ مرزا کی وحی نبوت نے شریعت کی تجدید کی ہے۔ اس لئے اب مرزا کی وحی اور تعلیم ہی پوری انسانیت کے لئے مدار نجات ہے۔ (حاشیہ اربعین نمبر4)

ز............ اور یہ کہ مرزا کے بغیر دین اسلام مردہ، لعنتی، شیطانی اور قابل نفرت ہے اور مرزا کو نہ ماننے والے تمام مسلمان کافر اور جہنمی ہیں۔ (اخبار الفضل، براہین احمدیہ حصہ پنجم، تذکرہ)

الغرض قادیانی عقیدہ کے مطابق "محمد رسول اللہ" کا دوبارہ ظہور مرزا قادیانی کی شکل میں ہوا ہے اور یہ دوسرا ظہور محمد عربی ﷺ کے ظہور سے اعلیٰ افضل واکمل ہے۔ اس لئے مرزا خاتم النبیین اور آخری نبی بھی ہے۔ افضل الرسل بھی اور مدار نجات بھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے ایک مرید قاضی ظہور الدین اکمل نے مرزا کی شان میں یہ قصیدہ نعتیہ پڑھا اور مرزا قادیانی سے داد تحسین وصول کی۔

امام اپنا عزیزو اس جہاں میں غلام احمد ہوا دارالاماں میں
غلام احمد ہے عرش رب اکبر مکاں اس کا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق شرف پایا ہے نوع انس وجاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

اخبار بدر قادیان 25 اکتوبر 1906ء

قادیانی جو کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتے ہیں تو محض اس لئے کہ ان کے نزدیک مرزا قادیانی بعینہ ''محمد رسول اللہ'' کا ظہور کامل ہے چنانچہ مرزا قادیانی کا منجھلا لڑکا مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے: ''مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود ''محمد رسول اللہ ہے'' جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے' اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ (کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو آف ریلیجز مارچ اپریل 1915ء)

انصاف کیجئے: کہ کون سا باغیرت مسلمان ایسا ہوگا جو اس پاک سرزمین میں قادیان کے اسود عنسی' مسیلمہ پنجاب مرزا قادیانی کو ''محمد رسول اللہ'' کی حیثیت سے برداشت کرے؟ اور قادیان کے جعلی ''محمد رسول اللہ'' کے نام کا کلمہ لکھنے کی اجازت دے؟ پاکستان میں ایک معمولی کانسٹیبل کی جعلی وردی پہننے والے کو گرفتار کرلیا جاتا ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کہ ''محمد رسول اللہ'' کی جعلی وردی پہننے والوں کو کیوں کھلی چھٹی ہے؟ کیا اس ملک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی کوئی حیثیت نہیں۔

قادیانیوں کی عبادت گاہیں دراصل کفر وارتداد کے مرکز' الحاد وزندقہ اور بے دینی کے اڈے اور حافظ ابن تیمیہ کے بقول ''بیت الشیاطین'' ہیں ان معنوی غلاظت خانوں پر کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی چپکانا ان مقدس کلمات کی توہین ہے۔ جس طرح گندگی کی جگہ سے مقدس کلمات کا محفوظ کرنا واجب ہے ٹھیک اسی طرح قادیانیوں کی عمارتوں سے کلمہ طیبہ اور دیگر مقدس کلمات کا ہٹانا حکومت کا فرض ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یادِ رفتگاں

حافظ لدھیانویؒ اک عاشقِ رسول

صاحبزادہ طارق محمود

یہ 1994ء کی بات ہے۔ راقم الحروف عمرہ کی سعادت حاصل کر کے لوٹا تھا کہ ایک روز اچانک حضرت حافظ لدھیانوی مرحوم کا ٹیلی فون آیا۔ مجھے مبارکباد دیتے ہوئے کہنے لگے میں تم سے روئیداد سفر سننے کے لئے بے تاب ہوں۔ ساتھ ہی تاکید فرمائی کہ تم نے نہیں آنا میں خود آؤں گا۔ ان مختصر جملوں میں محترم حافظ صاحبؒ کی عظمت‘ اخلاص اور بے پناہ شفقت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اگر حافظ مرحوم یہ قدغن نہ لگاتے تو ان کے ہاں میری حاضری میرے لئے باعث سعادت ہوتی۔ لیکن حافظ صاحبؒ کی میرے غریب خانے پر تشریف آوری اس سے کہیں زیادہ باعث افتخار تھی۔ وہ دوسروں کا وقار بلند کرنے والے‘ اوروں کی توقیر بڑھانے والے‘ ذروں کو آفتاب بنانے والے‘ چھوٹوں کو کہکشاں کی بلندیوں پر پہنچانے والے عظیم لوگ تھے۔ انسان دولت‘ منصب یا اقتدار سے بڑا نہیں ہوتا بلکہ انسان کی حقیقی بڑائی کا دارومدار علم و تقویٰ پر ہے۔ یہ دونوں خوبیاں محترم حافظ لدھیانوی کی ذات میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ حافظ صاحب کے میرے والد مولانا تاج محمودؒ کے ساتھ برادرانہ تعلقات تھے۔ وہ اکثر ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ تاریخ‘ مذہب‘ علم و ادب‘ شاعری کے حوالے سے محفل ہائے سخن جمتیں۔ ساتھ چائے اور قہوہ کا دور چلتا۔ تب حافظ صاحبؒ کا دور غزل تھا۔ اب جو حافظ لدھیانوی میرے ہاں تشریف لائے تو ایک عرصہ سے ان کی دنیا بدل چکی تھی۔ نعت لکھنا اور پڑھنا وظیفہ حیات ہو گیا۔ تقریباً تین چار گھنٹے کی روح پرور اور سحر آفریں پاکیزہ نشست مجھے ہمیشہ یاد رہے گی۔ جس شخص نے حرمین کا جمال دیکھا ہو اور سعادت کی منزلیں طے کی ہوں‘ جس خوش نصیب نے مسجد نبوی میں بیٹھ کر قلبی جذبات و احساسات کے نقوش کو قلم و قرطاس پر منتقل کیا ہو‘ جس نے واردات عشق کی کہانی کو آنسوؤں کے جھرمٹ میں سمیٹا ہو‘ مواحد کی حیثیت سے جس نے بیت اللہ اور اس کے درو دیوار کا مشاہدہ کیا ہو‘ جس کی عقیدت مند نظروں نے سبز جالیوں کے بوسے لئے ہوں‘ جس نے نور بار گنبد خضریٰ کی روشنی کو آنکھوں کے راستے دل کی گہرائیوں میں اتارا ہو‘ جس کے فکر و نظر کا مرکز اور محور جناب رسالت مآب ﷺ کی لازوال محبت ہو‘ جس کے دل

ودماغ عشق نبی ﷺ کی خوشبو سے معطر ہوں‘ جس کا ایک ایک لمحہ یاد الٰہی اور ذکر حبیب ﷺ میں گزرتا ہو۔ سراپا عشق و محبت اور اس پیکر عقیدت وافتخار کے سامنے میری وہی حیثیت تھی جو سورج کے سامنے ذرے کی‘ سمندر کے سامنے قطرے کی‘ پہاڑ کی سامنے رائی کی۔ میری نگاہ میں حافظ لدھیانویؒ نظم ونثر کا آفتاب تھے‘ علم وادب کا سمندر اور عظمت کا پہاڑ تھے۔ ان کے سامنے لب کشائی سوئے ادب تھی‘ سو میں نے روح کی تاروں کو مضراب عشق سے چھیڑا‘ میرے دل کی مراد بر آئی‘ حافظ صاحب نے پہلے مدینہ اور پھر مدینہ والے کا ذکر شروع کیا تو عشق کی گرہیں کھلنا شروع ہو گئیں‘ یہاں تک کہ حافظ صاحب نے سانحہ طائف کا دلخراش واقعہ بیان کرنا شروع کیا۔ گالیاں کھا کر مسکرانے والے‘ پتھر کھا کر دعائیں دینے والے‘ بربریت‘ ظلم وستم‘ تشدد سہہ کر رحمت اور ہدایت مانگنے والے پیغمبر پر بیتنے والی قیامت خیز گھڑیوں کا بیان اور ایک عاشق صادق کی حیثیت سے حساس شاعر کی زبان نے وہ سماں باندھا کہ پاس بیٹھے ہر شخص کی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ طائف کی سرسبز وشاداب وادی کے دامن میں محبوب خدا ﷺ کی رب العزت سے مانگی جانے والی دعا سناتے ہوئے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ حافظ صاحب پر جذب وکیف طاری تھا۔ آنسوؤں تھے کے ٹپ ٹپ دامن عقیدت میں گر رہے تھے۔ ان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ یہ کوئی نیا موقع نہیں تھا۔ کئی دفعہ ان کی مجلس میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا۔ جب بھی سرکار دو عالم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی زبان پر آتا چہرہ اشکبار ہو جاتا۔ آنسو بے قابو ہو کر انسانیت کے سب سے بڑے محسن ﷺ کو عقیدت کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے رواں دواں ہو جاتے۔ حافظ صاحب مرحوم کے رگ وریشہ میں سرکار دو جہاں ﷺ کی محبت سرایت کئے ہوئے تھی۔ وہ حقیقتاً سچے عاشق رسول تھے۔ راقم نے اپنی زندگی میں ان سے بڑھ کر ایسا کوئی عاشق رسول نہیں دیکھا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

محترم حافظ لدھیانوی مرحوم کی فنی زندگی کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا رہا ہے۔ محترم مولانا مجاہد الحسینی‘ ڈاکٹر انور محمود خالد‘ حاجی عبدالستار‘ علی اختر صاحب‘ کمال نظامی اور بالخصوص محترم شبیر احمد قادری نے حافظ صاحب کی ادبی علمی خدمات کے حوالہ سے سیر حاصل تبصرے کئے ہیں۔ حافظ صاحب مرحوم کا تعلق لدھیانہ کی زرخیز سرزمین سے تھا۔ وہ بنیادی طور پر ایک ذہین انسان تھے۔ انہیں علم وادب کے میدان میں جتنا عروج حاصل ہوا اور انہوں نے جتنا مقام پایا وہ ان کی ذاتی لیاقت‘ ذہانت‘ فطانت کے

علاوہ مسلسل محنت اور پیہم جدو جہد سے عبارت ہے۔وہ اس لحاظ سے خوش نصیب ہیں کہ انہیں علم وادب' شاعری' انشاپردازی' خطابت' صحافت کی دنیا میں نامور شخصیات کی رفاقت میسر آئی۔وقت کے اہم دینی' علمی قلمی رہنماؤں کے ساتھ ان کے مخلصانہ اور نیاز مندانہ تعلقات تھے۔نام کمانے والے اکثر شعراء ان کے شاگرد تھے اور معروف ہونے والے بیشتر شاعر ان کے ہاں زانوئے تلمذ طے کیا کرتے تھے۔ علم وادب کی دنیا میں حافظ لدھیانوی بلاشبہ نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ناساعد حالات' ذاتی نجی مصروفیات بڑھاپے اور علالت کے باوجود 37 کتابوں کی تصنیف واقعتاً ان کا عظیم کارنامہ ہے۔ان میں سے 26 کتابیں نعتیہ کلام کی صورت میں منظر عام پر آئی ہیں۔یہ منفرد اعزاز صرف حافظ صاحب کو ہی حاصل ہے۔ان کی اس بے مثال خدمت کو سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔

یہ سچ ہے کہ نعت لکھنا' شاعری کی پل صراط کو عبور کرنے کے مترادف ہے۔اس لحاظ سے حافظ صاحب خوش نصیب نعت گو شاعر ہیں جو شاعری کی پل صراط پر خراماں خراماں اوھر سے ادھر چلتے دکھائی دیتے ہیں۔دلربا چہرہ اور خوبصورت آنکھیں دیکھ کر غزل تو تیار ہو ہی جاتی ہے۔لیکن جب تک فکر و نظر کو روح کی بالیدگی میسر نہ ہو' دل ودماغ محبوب خدا ﷺ کی انمول محبت سے لبریز نہ ہو' گلشن خیال شفیع عاصیاں ﷺ کی الفت و محبت سے معطر نہ ہو' نعت کا کوئی مصرعہ غنچہ کی طرح چٹک کر پھول نہیں بنتا اور نہ ہی ان پھولوں سے نعت کی مالا تیار ہوتی ہے۔جن حضرات نے حافظ صاحب مرحوم کی نعتوں بھرا کلام پڑھا ہے۔وہ اس بات کی شہادت دیں گے کہ نعت لکھنے میں حافظ صاحب کا کوئی ثانی نہیں۔وہ بلاشبہ نعت لکھنے والے بڑے بڑے ناموروں کو اتنا پیچھے چھوڑ گئے ہیں کہ ان کی گرد راہ کو پہنچنا محال نظر آتا ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

حافظ لدھیانوی مرحوم کے حسن کلام میں نعت کا ہر شعر عشق رسالت میں ڈوبا نظر آتا ہے۔ذہنی ارتقاء مطالب کی شیرینی' عقیدت کی وارفتگی پڑھنے والے پر ایک خاص کیفیت طاری کر دیتی ہے۔حمد لکھنے کا طریقہ اور نعت کہنے کا سلیقہ غیر معمولی فن ہے۔حافظ صاحب نے حمد بھی لکھی لیکن ملکہ نعت میں ہی حاصل کیا ۔وہ بلاشبہ اس فن کی معراج پر تھے۔حافظ صاحب کے نعتیہ کلام کا حسن اس لئے بھی دوچند اور سر چند ہے کہ وہ سچے عاشق رسول تھے۔سرور کونین ﷺ کی ذات سے والہانہ محبت ان کا سرمایہ حیات اور سرمایہ افتخار تھا۔ذکر حبیب ﷺ نظم میں ہو یا نثر میں ان کے بہتے آنسوؤں کی فراوانی اور قلم کی روانی ایک جیسی ہے۔

اکابر کے خطوط

ادارہ

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب مرحوم ہمارے ملک کے بلند پایہ عالم دین تھے۔ آپ نے اکوڑہ خٹک میں جامعہ حقانیہ کی بنیاد رکھی جس سے ہزاروں علماء فارغ ہوئے۔ اس وقت یہ ملک کے مایہ ناز دینی اداروں میں شمار ہوتا ہے آپ قومی اسمبلی کے کئی بار رکن منتخب ہوئے ایک دفعہ بھی قوم سے ووٹ نہیں مانگے عوام میں آپ کا اتنا احترام تھا کہ وہ انتخابی مہم چلاتے اور ووٹ لاکر آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے ایک دفعہ بھٹو صاحب نے ان کے مقابلہ میں ایک تجربہ کار معروف سیاست دان کو کھڑا کر دیا وہ شکست کھا گئے۔ جبکہ پورے ملک میں پیپلز پارٹی نے کامیابی حاصل کی بھٹو صاحب نے ایک میٹنگ میں ان سے شکوہ کیا کہ آپ ایک مولوی سے ہار گئے۔ انہوں نے برجستہ کہا کہ وہ مولوی تھوڑے ہیں وہ تو فرشتہ ہیں۔ ان کا مقابلہ کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ غرض مولانا علماء کی قدرو منزلت اور وقار کی علامت تھے۔ بھٹو صاحب کے زمانہ میں جب 1973ء کا متفقہ دستور مرتب ہو رہا تھا۔ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم نے مطالبہ کیا کہ جب آئین میں یہ بات ہے کہ ملک کا صدر' وزیر اعظم مسلمان ہوں گے تو آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کی جائے کوثر نیازی کھڑے ہوئے انہوں نے رسوائے زمانہ جسٹس منیر کا اگلا ہوا نوالہ منہ میں لیا اور گویا ہوئے کہ مسلمان کی تعریف علماء پیش نہیں کر سکتے یہ سنتے ہی مولانا عبدالحق صاحب مرحوم نے اسمبلی میں اپنے آگے پڑے ہوئے کاغذ پر قلم رکھا اور دو چار منٹ میں مسلمان کی تعریف لکھ کر مفتی صاحب کو تھمادی مفتی صاحب نے وہ اسمبلی میں پیش کر دی مولانا شاہ احمد نورانی اور دوسرے حضرات نے تائید کر دی یوں مسلمان کی تعریف آئین میں شامل ہو گئی۔ ان گزارشات کے بعد مولانا عبدالحق صاحب کے تین خطوط پیش خدمت ہیں۔ دو حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے نام ہیں۔ جو جامعہ حقانیہ کے جلسہ کی تاریخوں کے سلسلہ میں ہیں۔ ایک چنیوٹ کانفرنس میں شرکت کی دعوت نامہ کے جواب میں چنیوٹ کے محترم جناب شیخ ظہور احمد گلزار مرحوم کے نام ہے۔

از دفتر دار العلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک مغربی پاکستان

تاریخ [illegible] شعبان [illegible] نمبر [illegible]

مخدومی و مطاعی حضرت مولانا صاحب زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔ دارالعلوم حقانیہ کا سالانہ جلسہ [illegible] مارچ میں ہے، حضرت والا کی تشریف آوری دارالعلوم حقانیہ کیلئے موجب خیر و برکت و باعث سعادت ہوگی۔ خداوند تعالیٰ تا دیر آپ کا وجود مسعود [illegible] دارالعلوم کی رہنمائی و سرپرستی فرما سکیں [illegible] دارالعلوم سالانہ جلسہ میں آپ کی تشریف آوری [illegible] [illegible] لازم [illegible] قدوم میمنت سے سرفراز فرماویں۔ امید ہے کہ [illegible] تشریف آوری کے وقت سے مطلع فرمائیں گے تاکہ اسٹیشن پر استقبال کیا جائے۔ والسلام

بندہ عبدالحق عفی عنہ

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

از دفتر دار العلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک مغربی پاکستان

تاریخ ....

نمبر ....

[illegible]

مخدومنا المکرم [illegible] دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تاریخ [illegible] شعبان مطابق [illegible] بروز [illegible]

جب [illegible] سے تشریف لائیں تو مطلع فرماویں تاکہ اسٹیشن پر حاضر خدمت ہو جاوے

بندہ عبدالحق عفی عنہ

مہتمم دارالعلوم حقانیہ

باسمہ تعالیٰ

Darul Uloom Haqqania

AKORA KHATTAK
PESHAWAR (West Pakistan)

فون نمبر : دفتر 4 رہائش 2

دار العلوم حقانیہ
اکوڑہ خٹک (پشاور) مغربی پاکستان

حوالہ نمبر 10238 التاریخ 28.12.75

مخدوم المکرم [illegible]

[illegible] فتنہ قادیانیت [illegible]

[illegible]

بندہ عبدالحق عفی عنہ

مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

بقیہ: چوہدری غلام نبی

کے ناظم اعلیٰ ہر دلعزیز شخصیت مولانا قاری حافظ محمد یوسف عثمانی' حضرت حافظ محمد ثاقب' پروفیسر حافظ محمد انور' حافظ امان اللہ قادری' پروفیسر حافظ محمد اعظم' چوہدری طالب اعوان' حافظ احسان الواحد نے تدفین کے عمل میں حصہ لیا۔ دو بیٹے چوہدری محمد معاویہ' چوہدری محمد بلال' دو صاحبزادیاں بیسیوں' دوست ہزاروں واقف کار' سینکڑوں کارکن آپ کی ''یادگار'' ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کی باقیات صالحات میں سے ہے۔ قدم قدم پر رحمت حق کے سہارے چلے اور اب ڈھیروں من مٹی کے نیچے رحمت حق کے سپرد کر دیئے گئے۔ حق تعالیٰ ان کے ساتھ اپنی شایان شان مغفرت کا معاملہ فرمائیں۔

خاتم النبیین ﷺ شعراء کی نظر میں

دنیا کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر تشریف لائے جن میں ۳۱۵ صاحب کتاب تھے' حضور ﷺ کی آمد سے سلسلہ نبوت ختم ہوا۔ آپ ﷺ اپنی تکمیلی شان اور تفضیلی خصائص کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے۔ قرآن حکیم میں اعلان ہوا:

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ سورۃ الاحزاب : ۴۰"

قرآن حکیم کی یہ آیت مبارکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور یوں نبوت کے خاتمے کا اعلان اور اشتہار ہے۔ قرآن حکیم کی ایک سو دس قرآنی آیات سے ختم نبوت کا اشارتاً اور مجملاً پتہ چلتا ہے۔ دو سو احادیث نبوی ﷺ اس عقیدہ کے مستند ہونے کے بارے میں قرآن حکیم کی تشریح و تفسیر ہیں۔ اس عقیدہ کے انکار کرنے والے مردود اور رجیم ٹھہرتے ہیں۔ ان کی باطل تاویلات' شیطانی تشریحات اور فاسقانہ سازش عالم اسلام کے خلاف بہت بڑی سازش ہے۔ اس ضمن میں علماء کرام اور مشائخ عظام کے علاوہ شعرائے کرام نے بھی عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے اپنے اشعار پیش کئے اور اس کی حقانیت کو ثابت کیا۔ چند شعراء کے اشعار ملاحظہ ہوں:

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کر دے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنالک ذکرک دیکھے
(علامہ اقبالؒ)

اول بعثت میں ختم الانبیاء پایا لقب
رتبہ حاصل ابتدا میں انتہا کا ہوگیا
(امیر مینائی)

ہیں آخری پیغمبر اور ختم نبوت بھی
کافر ہے جو کرتا ہے انکار محمدؐ کا
(الطاف احسانی)

آپؐ ہیں ختم رسل سردار جملہ انبیاء
ہے رقم جملہ صحیفوں میں بشارت آپؐ کی
(جعفر علی مرزا)

انؐ کی رسالت عالم عالم ان کی نبوت خاتم خاتم
ان کی جلالت پرچم پرچم صلی اللہ علیہ وسلم
(شورش کاشمیری)

مگر اب لکھ رہا ہوں سیرت پیغمبر خاتمؐ
خدا کا شکر ہے یوں خاتمہ بالخیر ہونا تھا
(شبلی نعمانیؒ)

مصطفیؐ کو جب ملا پیغام اکملت لکم
گل ہمیشہ کے لئے شمع نبوت ہوگئی
(مولانا ظفر علی خان)

قسط: 13

العرف الوردی فی اخبار المہدی

تصنیف: علامہ جلال الدین سیوطیؒ — ترجمہ: مولانا قاری قیام الدین مدظلہ

وأخرج (ك) ابن أبي شيبة عن حكيم بن سعد قال: لما قام سليمان فأظهر ما أظهر قلت لأبي يحي: هذا المهدي الذي يذكر؟ قال لا ●

وأخرج (ك) ابن أبي شيبة عن ابراهيم بن ميسرة قال: قلت لطاوس: عمر بن عبد العزيز المهدي؟ قال: قد كان مهديا وليس به إن المهدي اذا كان زيد [المحسن] في إحسانه، ويكتب على المسيء من اساءته وهو يبذل المال ويشتد على العمال ويرحم المساكين ●

وأخرج (ك) أبو نعيم في الحلية عن ابراهيم بن ميسرة قال: قلت لطاوس: عمر بن عبد العزيز هو المهدي؟ قال: هو مهدي وليس به إنه لم يستكمل العدل كله، وأخرج المحاملي في أماليه عن أبي جعفر محمد بن علي بن حسين قال: يزعمون أني أنا المهدي وإني الى أجل أدنى مني الى ما يدعون ●

ترجمہ:۔ ابن ابی شیبہؒ حضرت حکیم بن سعیدؒ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ جب سلیمان نے نظام حکومت سنبھالا۔ پس وہ کارنامے سرانجام دیے جو ظاہر ہیں۔ تو میں نے حضرت ابو یحیٰؒ سے دریافت کیا (کیا) یہ وہ مہدی ہے جس کا ذکر کیا جاتا ہے' انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ابن ابی شیبہؒ حضرت ابراہیم بن میسرہؒ کے متعلق نقل کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت طاؤسؒ سے دریافت کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز مہدی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں' مہدی ہیں لیکن وہ مہدی نہیں۔ (جن کا روایات میں ذکر آتا ہے۔) جب وہ مہدی آئیں گے تو نیک لوگوں کو ان کی نیکیوں کی خوب جزادیں گے اور بدکار کو اس کی برائی پر سزادیں گے۔ مال ودولت میں فیاض ہوں گے۔ سرکاری اہل کاروں پر شدید گرفت کریں گے اور مسکین لوگوں پر رحم کھائیں گے۔

حضرت ابو نعیمؒ نے "حلیہ" میں حضرت ابراہیم بن میسرہؒ کے متعلق نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت طاؤسؒ سے دریافت کیا کہ عمر بن عبدالعزیز مہدی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ مہدی ہیں لیکن وہ مہدی نہیں کیونکہ انہوں نے عدل وانصاف کو کمال کے اس درجے تک نہیں پہنچایا (جس درجہ تک آخر زمانہ میں آنے والے حضرت مہدی علیہ الرضوان پہنچائیں گے)۔ امام محاملیؒ اپنے امالی میں حضرت ابو جعفر محمد بن علی بن حسین (المعروف امام باقرؒ) کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ لوگ میرے متعلق گمان کرتے ہیں کہ میں مہدی ہوں۔ حالانکہ

ان کے مدعی کے مقابلہ میں، میں اپنی موت سے زیادہ قریب ہوں۔

وأخرج (ك) أبو عمرو الدانی فی سننه عن حذيفة قال: قال رسول الله ﷺ: «يلتفت المهدی وقد نزل عیسی ابن مريم كأنما يقطر من شعره الماء فيقول المهدی تقدم صل بالناس فيقول عيسى انما أقيمت الصلاة لك فيصلی خلف رجل من ولدی» الحديث.

وأخرج (ك) ابن الجوزی فی تاريخه عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: «ملك الارض أربعة مؤمنان وكافران فالمؤمنان ذو القرنين وسليمان. والكافران نمروذ وبخت نصر وسيملكها خامس من أهل بيتی».

وأخرج (ك) أبو عمرو الدانی فی سننه عن ابن شوذب قال: انما سمی المهدی لأنه يهدی الى جبل من جبال الشام يستخرج منه أسفار التوراة يحاج بها اليهود فيسلم على يديه جماعة من اليهود.

نزول عیسیٰ علیہ السلام

ترجمہ:۔ امام ابو عمرو دانیؒ اپنی سنن میں حضرت حذیفہ ؓ کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان پیچھے مڑ کر دیکھیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس حال میں آسمان سے نازل ہو چکے گویا ان کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان ان سے کہیں گے آگے بڑھیئے اور لوگوں کو نماز پڑھائیے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے نماز کی جماعت آپ کے ارادے سے کھڑی کی گئی ہے۔ پس آپ میری اولاد میں سے ایک شخص (حضرت مہدی علیہ الرضوان) کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔

علامہ ابن جوزیؒ اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام دھرتی پر چار اشخاص نے حکومت کی۔ ان میں سے دو مومن تھے اور دو کافر۔ دو مومن تو حضرت ذوالقرنین اور حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں اور دو کافر نمرود اور بخت نصر ہیں۔ اور مستقبل میں پوری دھرتی کے حکمران میرے اہل بیت میں سے پانچویں شخص (حضرت مہدی علیہ الرضوان) ہوں گے۔

امام ابو عمرو دانیؒ اپنی سنن میں ابن شوذبؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت مہدی کو مہدی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ شام کے ایک پہاڑ کا پتہ دیں گے۔ جس سے تورات کی تختیاں نکالیں گے اور ان کے ذریعہ یہود پر اتمام حجت کریں گے۔ پس ان کے ہاتھ پر یہودیوں کی جماعت اسلام لے آئے گی۔

وأخرج (ك) الدانی عن الحكم بن عتيبة قال: قلت لمحمد بن علی سمعنا أنه سيخرج منكم

رجل يعدل فى هذه الأمة قال : انا نرجو مايرجو الناس وانا نرجو لولم يبق من الدنيا إلا يوم لطول الله ذلك اليوم حتى يكون ماترجو هذه الأمة وقبل ذلك فتنة شر فتنة يمسى الرجل مؤمنا ويصبح كافراً و يصبح مؤمنا ويمسى كافرا فمن أدرك ذلك منكم فليتق الله وليكن من أحلاس بيته •

وأخرج (ك) الدانى عن سلمة بن زفر قال : قيل يوما عند حذيفة قدخرج المهدى فقال لقد أفلحتم ان خرج وأصحاب محمد بينكم انه لايخرج حتى لايكون غائب أحب الى الناس منه مما يلقون من الشر •

ترجمہ :۔ امام ابو عمرو دانیؒ حضرت حکم بن عتیبہؒ کے متعلق نقل کرتے ہیں۔ کہ میں نے جناب محمد بن علی (باقرؒ) سے سوال کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ کے خاندان میں آئندہ ایک شخص ظاہر ہوگا۔ جو اس امت میں عدل وانصاف کا بول بالا کرے گا۔ آپ نے فرمایا لوگ جس کی انتظار میں ہیں ہم بھی اس کی امید لگائے ہوئے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ اگر دنیا کی عمر کا ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو دراز فرمادیں گے۔ یہاں تک کہ وہ شخص آجائے۔ جس کی یہ امت امید لگائے ہوئے ہے۔ (لیکن) اس سے پہلے ایسا بدترین آزمائشی دور آئے گا کہ ایک شخص شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر' اور صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر۔ پس تم میں سے جو شخص وہ زمانہ پائے اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور خانہ نشین ہو کر بیٹھ جائے۔

امام ابو عمرو دانیؒ حضرت سلمہ بن زفرؒ کا قول نقل کرتے ہیں۔ کہ ایک دن حضرت حذیفہ ؓ کی مجلس میں کسی نے کہا کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کا ظہور ہو چکا ہے۔ آپ ؓ نے فرمایا اگر اصحاب محمد ﷺ کے ہوتے ہوئے انکا ظہور ہو گیا تو پھر تم کامیاب ہو گئے۔ (سنو) وہ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے جب تک غائب شخص شرلاحق ہونے کی وجہ سے لوگوں کو زیادہ محبوب نہ ہو جائے۔

وأخرج (ك) الدانى عن قتادة قال : يجاء الى المهدى فى بيته والناس فى فتنة يهراق فيها الدماء يقال له قم علينا فيأبى حتى يخوف بالقتل فاذا خوف بالقتل قام عليهم فلا يهراق بسببه محجمة دم •

ترجمہ :۔ امام ابو عمرو دانیؒ حضرت قتادہ ؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی طرف لوگ ان کے گھر میں پہنچیں گے۔ جبکہ لوگ فتنہ میں مبتلا ہوں گے۔ جس میں خون بہائے جارہے ہوں گے۔ آپ سے عرض کیا جائے گا کہ آپ ہم پر امیر بن جایئے۔ لیکن آپ انکار کریں گے۔ یہاں تک کہ آپ کو قتل کی دھمکی دی جائے گی۔ جب ایسا ہو گا تو آپ لوگوں پر امیر بننے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ پس آپ کی بدولت معمولی خونریزی بھی نہ ہوگی۔

وأخرج (ك) الداني عن حذيفة قال: قال رسول الله ﷺ: «تكون وقعة بالزوراء قال يارسول الله: وما الزوراء؟ قال: مدينة بالمشرق بين أنهار يسكنها شرار خلق الله وجبابرة من أمتي يقذف بأربعة أصناف من العذاب بالسيف وخسف وقذف ومسخ» وقال رسول الله ﷺ: «اذا خرجت السودان طلبت العرب ينكشفون حتى يلحقوا ببطن الأرض أو قال ببطن الأردن فبينما هم كذلك اذ خرج السفياني في ستين وثلثمائة راكب حتى يأتي دمشق فلا يأتي عليهم شهر حتى يتابعه من كلب ثلاثون ألفا فيبعث جيشا الى العراق فيقتل بالزوراء مائة ألف وينحدرون الى الكوفة فينهبونها فعند ذلك تخرج راية من المشرق ويقودها رجل من تميم يقال له شعيب بن صالح فيستنقذ ما في أيديهم من سبي أهل الكوفة ويقتلهم ويخرج جيش آخر من جيوش السفياني الى المدينة فينهبونها ثلاثة أيام ثم يسيرون الى مكة حتى اذا كانوا بالبيداء بعث الله جبريل فيقول: ياجبريل عذبهم فيضربهم برجله ضربة يخسف الله بهم فلا يبقى منهم الا رجلان فيقدمان على السفياني فيخبرانه بخسف الجيش فلا يهوله ثم ان رجالا من قريش يهربون الى قسطنطينية فيبعث السفياني الى عظيم الروم أن يبعث بهم في المجامع فيبعث بهم اليه فيضرب أعناقهم على باب المدينة بدمشق - قال حذيفة - حتى انه يطاف بالمرأة في مسجد دمشق في الثوب على مجلس مجلس حتى تأتي فخذ السفياني فتجلس عليه وهو في المحراب قاعد فيقوم رجل مسلم من المسلمين فيقول: ويحكم أكفرتم بعد إيمانكم ان هذا لا يحل فيقوم فيضرب عنقه في مسجد دمشق ويقتل كل من شايعه على ذلك فعند ذلك ينادي مناد من السماء أيها الناس إن الله قد قطع عنكم مدة الجبارين والمنافقين وأشياعهم وولاكم خير أمة محمد ﷺ فالحقوا به بمكة فانه المهدي واسمه أحمد بن عبد الله - قال حذيفة - فقام عمران بن الحصين فقال: يارسول الله كيف لنا حتى نعرفه؟ قال: هو رجل من ولدي كأنه من رجال بني اسرائيل عليه عباءتان قطوانيتان كأن وجهه الكوكب الدري [في اللون] في خده الأيمن خال أسود ابن أربعين سنة فيخرج الأبدال من الشام وأشباههم ويخرج اليه النجباء من مصر وعصائب أهل الشرق وأشباههم حتى يأتوا مكة فيبايع له بين الركن والمقام ثم يخرج متوجها الى الشام وجبريل على مقدمته وميكائيل على ساقته فيفرح به أهل السماء وأهل الأرض والطير والوحوش والحيتان في البحر وتزيد المياه في دولته وتمد الأنهار وتضعف الأرض أكلها وتستخرج الكنوز فيقدم الشام فيذبح السفياني تحت الشجرة التي أغصانها الى بحيرة طبرية ويقتل كلبا قال رسول الله ﷺ: فالخائب من خاب (١) يوم كلب ولو بعقال قال حذيفة: يارسول الله كيف يحل قتالهم وهم موحدون؟ فقال رسول الله ﷺ: ياحذيفة هم يومئذ على ردة يزعمون أن الخمر حلال ولا يصلون». ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چار قسم کے عذاب

ترجمہ :۔ امام ابوعمرو دانیؒ حضرت حذیفہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ " زوراء "مقام میں ایک واقعہ رونما ہوگا۔ دریافت کیا گیا' زوراء کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ مشرق میں نہروں کے درمیان گھرا ہوا ایک شہر ہے۔ جس میں خلق خدا کے بدتر اور میری امت کے سرکش لوگ رہائش پذیر ہوں گے۔ جنہیں چار قسم کے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ تلوار کے ذریعہ قتل' زمین میں دھنسایا جانا' آسمان سے سنگباری' اور مسخ (جانوروں کی شکل میں بدل دیا جانا) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب سوڈانی (سیاہ فام) خروج کریں گے تو وہ کھلم کھلا عرب کا تعاقب کریں گے۔ یہاں تک کہ وہ زمین کے نشیبی علاقہ میں یا اردن کے نشیبی علاقہ میں چلے جائیں گے۔ اور (روپوش) ہو جائیں گے۔ ابھی وہ اسی حال میں ہوں گے کہ سفیانی تین سو ساٹھ سواروں کی معیت میں نکلے گا۔ یہاں تک کہ دمشق پہنچ جائے گا۔ ان پر ایک مہینہ بھی نہیں گزرے گا کہ قبیلہ کلب کے تیس ہزار افراد اس کی حمایت کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ پس وہ ایک لشکر عراق کی طرف روانہ کرے گا اور زوراء (بغداد کی مغربی جانب میں ابوجعفر منصور کا آباد کردہ ایک شہر ہے) میں ایک لاکھ آدمی قتل کیا جائے گا اور یہ لشکری کوفہ کی طرف کھنچ کھنچ کر روانہ ہوں گے اور وہاں لوٹ مار کریں گے۔ اس وقت مشرق کی طرف سے پرچم (والا لشکر) روانہ ہوگا۔ جس کی قیادت قبیلہ تمیم کا ایک شخص شعیب بن صالح کررہا ہوگا۔ یہ سفیانیوں کے ہاتھوں میں قیدی کوفیوں کو چھڑائے گا اور سفیانیوں کو قتل کرے گا اور سفیانی لشکروں میں سے ایک دوسرا لشکر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگا۔ وہاں پہنچ کر تین دن لوٹ مار کرے گا۔ بعد ازاں یہ لوگ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوں گے۔ جب بیدا (کے چٹیل میدان) میں پہنچیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو بھیجیں گے فرمائیں گے۔ اے جبرئیل علیہ السلام ! ان کو عذاب دے۔ پس وہ ان پر اپنے قدم کے ذریعہ ضرب لگائیں گے اور اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دیں گے۔ سوائے دو شخصوں کے جو سفیانی کو آکر اس واقعہ کی خبر دیں گے کوئی شخص نہیں بچے گا۔ یہ واقعہ سن کر سفیانی پر خوف طاری نہیں ہوگا۔ بعد ازاں قریش کے چند لوگ بھاگ کر قسطنطنیہ چلے جائیں گے۔ سفیانی روم کے بادشاہ کی طرف یہ پیام بھیجے گا کہ انہیں چوراہے میں لایا جائے۔ پس انہیں سفیانی کی طرف بھیج دے گا اور وہ ان کی گردنیں دمشق کے شہر کے دروازے پر تن سے جدا کروے گا۔

(راوی حدیث) حضرت حذیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ ظلم کا یہ عالم ہوگا کہ ایک عورت کو نقاب ڈال کر دمشق کی جامع مسجد میں مختلف مجالس میں پھرایا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ سفیانی کی ران پر آکر بیٹھ جائے گی اور

وہ اس وقت محراب میں بیٹھا ہوگا۔ پس ایک مرد مسلم کھڑا ہوکر کہے گا کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے۔ یہ کام جائز نہیں۔ سفیانی کھڑے ہوکر اس کی گردن دمشق کی جامع مسجد میں تن سے جدا کردے گا اور اس کی تائید کرنے والے ہر شخص کو قتل کرڈالے گا۔ اس وقت آسمان سے منادی ندا کرے گا۔ اے لوگو! بیشک اللہ تعالیٰ نے تم سے سرکش ومنافق اور ان کے حامیوں کا سلسلہ منقطع کردیا اور تمہارا والی امت محمدیہ کے بہتر شخص کو بنادیا ہے۔ تم مکہ مکرمہ میں اس سے جاملو۔ یقیناً" وہ مہدی علیہ الرضوان ہیں اور ان کا نام احمد بن عبداللہ ہے۔

(راوی حدیث) حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر حضرت عمران بن حسینؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے کیسے ممکن ہے کہ انہیں پہچانیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ میری اولاد میں سے ایسا شخص ہوگا گویا بنی اسرائیل کا ایک فرد ہے۔ کھدر کی دو چادریں زیب تن کئے ہوئے ہوگا۔ رنگ کے اعتبار سے اس کا چہرہ ایسے لگے گا جیسے روشن ستارہ ہے۔ اس کے دائیں رخسار میں سیاہ تل ہوگا۔ چالیس سال کی عمر ہوگی۔ پس شام سے ابدال اور ان جیسے صاحب مرتبت لوگ اور مصر کے پاکیزہ سیرت افراد اور اہل مشرق کی بہت ساری جماعتیں روانہ ہوں گی اور مکہ مکرمہ پہنچیں گی۔ پھر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کی جائے گی۔ پس ازاں وہ شام کی طرف روانہ ہوں گے۔ جبریل علیہ السلام ان کے لشکر کے آگے اور میکائیل علیہ السلام ان کے لشکر کے پیچھے ہوں گے۔ ان کی شخصیت سے باشندگان ارض وسما، پرندے اور وحشی جانور اور دریا میں مچھلیاں بھی خوش ہوں گی۔ ان کے دور حکومت میں پانی کی فراوانی ہوگی اور نہریں جاری ہوں گی اور اہل زمین کی آبادی میں اضافہ ہوگا۔ وہ زمین کے خزانے نکالیں گے۔ پس وہ شام پہنچ کر سفیانی کو اس درخت کے نیچے ذبح کریں گے جس کی شاخیں بحیرطبریہ تک پھیلی ہوئی ہوں گی اور قبیلہ کلب کو قتل کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بڑا محروم القسمت ہے وہ شخص جو قبیلہ کلب کے قتل کے موقع پر غنیمت سے محروم رہا۔ گو وہ مال غنیمت کی ایک رسی ہی کیوں نہ ہو۔ حضرت حذیفہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ موحد ہوتے ہوئے انکا قتل کرنا کیسے حلال ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے حذیفہؓ وہ لوگ اس وقت مرتد ہوں گے۔ شراب کو حلال جانیں گے اور نماز نہیں پڑھیں گے۔ (انکار کریں گے)

واخرج (ك) الدانی عن شهر بن حوشب قال : قال رسول الله ﷺ : د سيكون فی رمضان صوت وفی شوال معمعة وفی ذی القعدة تحارب القبائل وعلامته ينهب الحاج وتكون ملحمة بمنی تكثر فيها القتلى وتسيل فيها الدماء حتى تسيل دماؤهم على الجمرة حتى يهرب صاحبهم فيؤتى بين الركن والمقام فيبايع وهو كاره ويقال له : ان أبيت ضربنا عنقك يرضى به ساكن

السماء وساکن الأرض ». وأخرج (ك) نعیم عن کعب قال: یطلع نجم من المشرق قبل خروج المهدی له ذنب یضیء ، وأخرج نعیم عن شریك قال: بلغنی أنه قبل خروج المهدی ینکسف القمر فی شهر رمضان مرتین ، وأخرج أبو غنم الکوفی فی کتاب الفتن عن علی بن أبی طالب قال: ویحا للطالقان فإن لله فیه کنوزا لیست من ذهب ولا فضة ولکن بها رجال عرفوا الله حق معرفته وهم أنصار المهدی آخر الزمان ، وأخرج أبو بکر الاسکاف فی فوائد الأخبار عن جابر بن عبد الله قال : قال رسول الله ﷺ : « من کذب بالدجال فقد کفر ومن کذب بالمهدی فقد کفر » .

ترجمہ :۔ امام ابو عمرو دانیؒ حضرت شہر بن حوشب ؓ کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔ کہ آئندہ زمانہ میں رمضان المبارک میں ایک آواز سنائی دے گی اور شوال میں شور و فساد برپا ہو گا اور ذوالقعدہ میں قبائل کی باہم جنگ ہوگی۔ اس کی علامت یہ ہوگی کہ حاجیوں کو لوٹا جائے گا اور منیٰ میں قتل وجنگ ہوگا۔ مقتولین کی کثرت اور خونریزی کا یہ عالم ہوگا۔ کہ جمرہ پر بھی لوگوں کے خون بہہ رہے ہوں گے۔ یہاں تک کہ لوگوں کے سربراہ بھاگ کھڑے ہوں گے۔ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان لاکر نہ چاہنے کے باوجود بھی ان کی بیعت کی جائے گی۔ اور انہیں کہا جائے اگر آپ بیعت سے انکاری ہوئے تو ہم آپ کی گردن اتار دیں گے۔ ان کی شخصیت سے آسمان وزمین کے باشندے خوش ہوں گے۔

امام نعیم بن حمادؒ حضرت کعب ؓ کا قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کے قبل مشرق کی سمت سے ستارہ طلوع کرے گا جس کی دم روشنی پھیلا رہی ہوگی۔ امام نعیم بن حمادؒ حضرت شریکؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ظہور سے قبل رمضان المبارک کے مہینہ میں دوبار چاند گہنائے گا۔ امام ابو غنم کوفیؒ کتاب الفتن میں حضرت علی بن ابی طالب ؓ کا ارشاد نقل کرتے ہیں۔ طالقان (قزوین اور ابھر کے درمیان ایک شہر کا نام) کے کیا کہنے جس میں اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں۔ سونے اور چاندی کے نہیں بلکہ اس میں ایسے افراد (کے خزانے) ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کامل معرفت رکھتے ہوں گے اور آخری زمانہ میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے مددگار ہوں گے۔ امام ابوبکر اسکاف "فوائد الاخبار" میں حضرت جابر بن عبداللہ ؓ کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص دجال کا انکار کرے تحقیق اس نے کفر کیا اور جو شخص مہدی علیہ الرضوان کا انکار کرے اس نے بھی کفر کیا۔

وأخرج (ك) نعیم عن جعفر بن یسار الشامی قال : یبلغ رد المهدی المظالم حتی لو کان تحت ضرس انسان شیء انتزعه حتی یرده ، وأخرج (ك) نعیم عن سلمان بن عیسی قال :

بلغني أنه على يدي المهدي يظهر تابوت السكينة من بحيرة طبرية حتى يحمل فيوضع بين يديه بيت المقدس فاذا نظرت اليه اليهود أسلمت إلا قليلا منهم ۔

وفي (ك) الفردوس من حديث ابن عباس مرفوعا المهدي طاوس أهل الجنة ۔

وأخرج (ك) أبو عمرو الداني في سننه عن جابر بن عبدالله قال: قال رسول الله ﷺ: «لاتزال طائفة من أمتي تقاتل على الحق حتى ينزل عيسى ابن مريم عند طلوع الفجر ببيت المقدس ينزل على المهدي فيقال: تقدم يانبي الله فصل بنا فيقول هذه الأمة أمراء بعضهم على بعض ۔»

ترجمہ :۔ امام نعیمؒ حضرت جعفر بن یسار شامیؒ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ ناجائز طور پر لیے گئے مال اصل مالکوں کو پہنچانے کا فرض حضرت مہدی علیہ الرضوان اس حد تک انجام دیں گے کہ کسی انسان کی داڑھ کے نیچے بھی کوئی چھینی ہوئی چیز ہوگی اسے بھی چھڑا کر مالک تک پہنچائیں گے۔ حضرت نعیمؒ جناب سلمان بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان کے ہاتھ پر بحیرہ طبریہ سے تابوت سکینہ ظاہر ہوگا۔ یہاں تک کہ اسے اٹھا کر بیت المقدس میں آپ کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ جب یہود اسے دیکھیں گے تو معدودے چند کے سوا تمام یہود اسلام لے آئیں گے۔ فردوس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضرت مہدی علیہ الرضوان اہل جنت کے طاؤس (مور) ہوں گے۔ امام ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میری امت کی ایک جماعت بدستور حق پر جہاد کرتی رہے گی۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) طلوع فجر کے وقت بیت المقدس میں حضرت مہدی علیہ الرضوان کے قریب نزول فرمائیں گے۔ انہیں کہا جائے گا ”یانبی اللہ“ آگے بڑھیئے ہمیں نماز پڑھایئے۔ آپ فرمائیں گے (نہیں) اس وقت امت کے بعض لوگ دوسرے بعض پر امیر ہیں۔

بقیہ : تکمیل رسالت

کر کر کے دکھایا۔ اور اس طرح جملہ انبیاء و رسل کے مشن کی تکمیل فرمائی۔ اسی لئے آپ ﷺ خاتم الانبیاء والرسل ہیں۔ آپ ﷺ پر نبوت و رسالت ختم ہوئی۔ آپ ﷺ کے بعد اب کسی اور ظلی یا بروزی نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ آپ ﷺ نے انسانیت کے سامنے ایک مثالی اور آئیڈیل معاشرہ اور مملکت کا عملی نمونہ رکھ دیا۔ جو ہمیشہ کے لئے منزل انسانیت کا مینار رہے گا۔ تاکہ آئندہ انسانیت اپنے تمام استعداد اور کوشش کو اس آئیڈیل کی طرف بڑھنے اور پالنے کے لئے وقف کر دے۔

میڈیا کی طاقت اور مسلمان

رانا محمد ارشد، لاہور

آج کا دور پراپیگنڈہ اور میڈیا کا دور ہے۔ پروپیگنڈہ کے زور پر مجرم کو بے گناہ اور بے گناہ کو مجرم بنایا جاسکتا ہے۔ مغربی ممالک اور امریکہ بے شمار برائیوں کا منبع ہونے کے باوجود اس میڈیا کے بل بوتے پر تہذیبی امامت اور سیاسی قیادت کے منصب پر فائز ہیں۔ ان کا اپنا تمدن انارکی، آوارگی اور برائی کے سوا کچھ نہیں مگر وہ اقوام عالم کو رواداری سکھلاتے پھرتے ہیں۔ ان ممالک نے اقوام عالم خاص طور پر اسلامی دنیا کو اپنی مکاریوں، ظلم و ستم اور چیرہ دستیوں کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ اسلامی ممالک کے تیل کے ذخائر پر قابض ہیں۔ عراقی بچوں کو ادویات و خوراک کے جائے بموں اور گولوں کا تحفہ دیا جارہا ہے۔ ہمارے وطن عزیز کو بھی سودی قرضوں کے جال میں جکڑ کر بے بس و مجبور کیا جارہا ہے بلکہ کر دیا گیا ہے کہ ہر حکمران ان کے در نیاز پر سر جھکانے پر مجبور ہے۔ تیمور کی قلیل عیسائی آبادی کی ذرا سی یورش پر انہیں انڈونیشیا سے علیحدہ کیا جارہا ہے مگر کشمیری مسلمانوں کو ستر ہزار قربانیاں پیش کرنے کے باوجود آزادی کے قابل نہیں سمجھا جارہا اور یہ سب کچھ میڈیا کے بل بوتے پر ہی ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ کیا بھی جارہا ہے اور دنیا کو اپنے انصاف پسند، امن پسند اور انسانیت نواز ہونے کا یقین بھی دلایا جارہا ہے۔ لیبیا، سوڈان، پاکستان، فلسطین، عراق، کویت، سعودی عرب، شام، ایران غرض کہ کوئی اسلامی ملک بھی ان بزعم خود امن پسند اور انصاف پسند ممالک کی دست برد اور چیرہ دستیوں سے محفوظ نہیں۔ لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے ظلم و ستم اور مکروہ حرکات کے باوجود میڈیا کے زور پر خود کو معصوم اور رواداری کا چیمپئن قرار دے رہے ہیں جو معاشرہ اخلاقی آوارگی کی بدبو سے بھرپور ہے اس کو مثالی معاشرہ کے طور پر پیش کیا جارہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلامی دنیا کا نوجوان ان کے لگائے زخموں کے باوجود مغربی ممالک اور امریکہ کے ویزے کے حصول کو زندگی کی معراج جانتا ہے اور اسلامی ممالک کی حکومتیں مغربی ممالک اور امریکہ کی ناز برداریوں کے لئے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں۔

ان حالات میں اس امر کی شدت کے ساتھ ضرورت ہے کہ اسلامی ممالک کا اپنا میڈیا سسٹم تشکیل دیا جائے جو نہ صرف ان ممالک کی اصل تصویر مسلم عوام کے سامنے لائے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشرے کی برکات سے بھی انہیں آگاہ کرے۔ امریکی ویزے کی آس لگائے جوان، بوڑھے اور عورتیں اپنے بال سفید کر بیٹھی ہیں۔ انہیں یہ کون بتائے گا کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے بیت المقدس میں مسلمانوں کا خون اس قدر بہایا تھا کہ ان کے گھوڑے گھٹنوں گھٹنوں مسلمانوں کے خون میں چل رہے تھے۔ انہیں یہ کون بتائے گا کہ ہم محض مسلمانوں سے عقیدت کی بناء پر یہ بات نہیں کر رہے بلکہ تاریخی حقائق کی بنیاد پر یہ امور طشت ازبام کرنے پر مجبور ہیں۔

اگر بیت المقدس کی بات کو پرانی بات کہہ کر رد کر دیا جائے تو آج کے مسلم جوان کو ان کا حال دکھانے کی

بقیہ صفحہ 15 پر ملاحظہ کریں

راتوں رات دولت مند بننے کی ہوس

عبدالرحیم اشرف بلوچ

آج ہمارا معاشرہ جس اخلاقی انحطاط کا شکار ہے اس کا اگر فوری سدباب نہ کیا گیا تو ایک دن ہمیں ناقابل حل مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس وقت اصلاح احوال کے لئے بہت بھاری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ایک لحہ ضائع کئے بغیر نہایت سنجیدگی سے معاشرتی خرابیوں کا جائزہ لیں اور ان کو دور کرنے کی دیانت دارانہ کوشش کریں۔ ان معاشرتی اور سماجی برائیوں میں سے ایک راتوں رات دولت مند بن جانے کی ہوس ہے اور وہ بھی بغیر کسی محنت اور مشقت کے۔ معیار زندگی کو بلند کرنے کی دھن ہر شخص کے ذہن پر اس طرح سوار ہے کہ وہ بلا امتیاز حلال و حرام ہر جائز و ناجائز ذریعے سے حصول مال و زر میں مگن ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے قومی و ملی مفادات تک کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ آج کا انسان جس فضا میں سانس لے رہا ہے وہ خود غرضی، حرص و ہوس اور زر پرستی جیسی برائیوں سے آلودہ ہے جو اس کے کردار کو بگاڑنے کے ساتھ ساتھ قوم کو مجموعی طور پر بھی ناکارہ بنا رہا ہے۔

یہ درست ہے کہ اسلام نے حصول رزق اور مال و دولت جمع کر کے معیار زندگی کو بلند کرنے کی کوئی ممانعت نہیں کی اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی ناروا پابندی لگائی ہے بلکہ اس کے برعکس ہر شخص کو اس کرۂ ارض پر وسائل رزق سے پورا پورا استفادہ کرنے کا حق دیا ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”ھوالذی جعل لکم الارض ذلولاً فامشوا فی مناکبھا وکلومن رزقہ۔ سورۃ الملک ۱۵“ ﴿ترجمہ: وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم بنا دیا پس تم اس کے اطراف میں چلو پھرو اور خدا کے دیئے ہوئے رزق سے کھاؤ۔﴾

اگر غور کیا جائے تو اسلام نے جہاں ایک طرف ہر فرد کو بنیادی ضروریات زندگی حاصل کرنے کا نہ صرف حق دیا ہے بلکہ اس کی ترغیب بھی دی ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے کی بجائے محنت و جدوجہد سے رزق حاصل کر کے خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔ اسلام نے انسانوں کے لئے ایک

ایسا معاشی نظام بھی پیش کیا ہے کہ جس میں ہر فرد کے لئے معاشی تحفظات کے قواعد و ضوابط واضح طور پر موجود ہیں۔

اس معاشی نظام کو صحیح طور پر اپنایا جائے تو معاشرہ کا کوئی فرد فقر و فاقہ میں مبتلا نہیں رہ سکتا۔ اس نظام میں اصحاب ثروت سے زکوٰۃ اور صدقہ خیرات کے ذریعے مال لے کر فقراء و مساکین پر خرچ کیا جاتا ہے جس سے معاشرہ میں دولت پرستی کی لعنت ختم ہو جاتی ہے کیونکہ زر پرستی اور ہوس مال و دولت تب پیدا ہوتی ہے جب کچھ لوگ دولت کو گردش سے روک کر دوسروں کو اس سے محروم کر دیں۔ یہ احساس محرومی ضرورت مند کو پھر ناجائز ذرائع اپنانے پر اکساتی ہے جس سے خود بخود معاشرہ میں خرابیاں جنم لینے لگتی ہیں۔

ہمارے معاشرے میں جو خرابیاں ہیں ان کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اسلامی نظام حیات کو کہ اسلامی معاشی نظام جس کا ایک جزو ہے اختیار کرنے میں بہت سے قیمتی سال ضائع کر دیئے ہیں اور اب جبکہ اس طرف کچھ پیش رفت ہو رہی ہے کچھ لوگ ابھی تک ہچکچا رہے ہیں حالانکہ اب مزید انتظار اور پس و پیش کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اسلامی تعلیمات کا ایک اہم جزو کسب حلال اور اکل حلال یعنی حلال کمانا اور حلال کھانا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

” یا ایھاالناس کلواممافی الارض حلالا طیباً . سورة بقره ١٦٨“ ﴿ترجمہ : اے لوگو! زمین میں سے حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔﴾

اسلام اپنے پیروکاروں کو حلال اور پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم دیتا ہے اور حرام خوری سے منع کرتا ہے۔ حلال چیزوں سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ جو چیزیں حلال قرار دی گئی ہیں وہ اب ہمارے لئے ہر لحاظ سے حلال ہیں چاہے ہم انہیں جس طرح بھی حاصل کریں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حلال اور پاکیزہ چیزیں بھی ہمارے لئے تب ہی حلال ہوں گی جب ہم جائز طریقے سے انہیں حاصل کریں۔ ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ چیز بھی حرام ہو جاتی ہے' اسلام ہمیں کسب حلال اور اکل حلال کا حکم دیتا ہے اور حرام کی کمائی سے سختی سے منع کرتا ہے۔ ناجائز ذرائع سے حاصل شدہ مال و دولت اسی طرح حرام ہے جس طرح شراب' لحم خنزیر اور دوسری ناپاک چیزیں حرام اور ممنوع ہیں۔

آیئے آئندہ سطور میں حصول رزق کے چند ایک ناجائز ذرائع کا جائزہ لیتے ہیں جس سے حلال اور پاکیزہ چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ اس سلسلہ میں ہمارا معاشرہ جن برائیوں میں مبتلا ہے ان میں ملاوٹ' ذخیرہ اندوزی' کم تولنا' رشوت خوری' کام چوری اور اپنے اختیارات کا بے محل استعمال چند ایک ہیں۔ اسلام ان ذرائع سے حاصل شدہ رزق کو نہ صرف ناجائز قرار دیتا ہے بلکہ ان برائیوں کے مرتکب افراد کے لئے سخت وعیدیں اور سزائیں بھی بیان کرتا ہے۔

ملاوٹ

کھانے پینے کی چیزوں میں ملاوٹ کر کے اپنی تجوریاں بھرنا ایک انتہائی خطرناک خود غرضانہ فعل ہے یہ فعل خطرناک اس طرح ہے کہ ملاوٹ شدہ اشیاء کے استعمال سے انسانی صحت پر برے اور بعض اوقات مہلک اثرات پڑتے ہیں۔ لوگ ملاوٹ والی چیزیں استعمال کر کے کئی طرح کی جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی مر بھی جاتے ہیں۔ اکثر اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ فلاں جگہ کچھ لوگ زہریلی غذا کھانے سے یا مشروب پینے سے ہلاک ہو گئے اس طرح صرف ایک شخص کی خود غرضی سے کئی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ یہ فعل ملاوٹ کرنے والے گھٹیا ذہنیت اور خود غرضانہ کردار پر دلالت کرتا ہے۔ ایسا شخص حقیقت میں ایک قاتل سے کسی طرح کم مجرم نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو مسلمانوں کی جماعت سے خارج قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو طعام فروخت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں داخل کیا تو وہ غذا ملاوٹ والی نکلی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ملاوٹ کرتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے اور آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو آپ کی انگلیوں کو نمی محسوس ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس کے مالک سے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ نمی بارش میں بھیگنے کی وجہ سے ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو نے اسے اوپر کیوں نہ رکھا کہ خریدنے سے پہلے لوگ اسے دیکھ لیتے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔ (ترمذی)

اس حدیث سے تو یہ بھی واضح ہو گیا کہ اپنی طرف سے ملاوٹ تو دور کی بات ہے اگر کسی آسمانی یا

ناگہانی آفت کی وجہ سے غلہ وغیرہ خراب ہو جائے تو غلے کے مالک کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اوپر اوپر تو صاف ستھرا مال رکھ دے اور اس کی آڑ میں نیچے خراب مال رکھ کر فروخت کرے۔

ذخیرہ اندوزی

ناجائز طریقے سے دولت کمانے کا ایک ذریعہ ذخیرہ اندوزی ہے۔ یہ ایک سنگدلانہ اور مبنی بر خود غرضی فعل ہے جو ایک صحت مند معاشرے کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے۔ اس سے معاشرے میں بے چینی پھیلتی ہے اور فتنہ و فساد کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ کیونکہ اس طرح ایک طرف تو اشیاء کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور دوسری طرف لوگوں کے لئے سہولت سے اشیاء ضروریہ کا حصول ناممکن بن جاتا ہے۔ لوگوں کو جب ضروریات زندگی میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ان میں بغاوت و سرکشی کے جذبات پروان چڑھنے لگتے ہیں جن کا اگر تدارک نہ کیا جائے تو یہ جذبات آتش فشاں پہاڑ کے لاوے کی طرح نکل کر ملک کا امن و چین غارت کر دیتے ہیں۔

ذخیرہ اندوزی کرنے والا انتہائی سنگدل اور بے رحم ہوتا ہے۔ اس کی بے رحمی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو کہ وہ لوگوں کو بنیادی ضروریات کی چیزوں کے لئے سرگرداں دیکھے اور اپنے پاس ان اشیاء کو ذخیرہ کر کے خزانے کے روایتی سانپ کی طرح ان پر پہرہ لگائے بیٹھا رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کے لئے دنیا و آخرت میں سزا و عذاب کی وعید سنائی ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ جس نے کھانے پینے کی اشیاء ذخیرہ کر کے مسلمانوں سے روک لیں اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ اور تنگدستی میں مبتلا کرے گا۔ (ابن ماجہ)

کم تولنا

ایک شخص جب اپنی چیز کی پوری قیمت وصول کر لیتا ہے تو پھر اسے کسی طرح بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اس چیز کو پورا پورا خریدنے والے کے حوالے کرنے سے گریز کرے بلکہ اسے چاہئے کہ جس طرح اس نے اس چیز کا معاوضہ پورے کا پورا لے لیا ہے اسی طرح اب وہ اس چیز کو دوسرے کی امانت سمجھے اور کسی قسم کی خیانت کا ارتکاب کئے بغیر دوسرے کے حوالے کر دے جو اب اس کا حقیقی مالک ہے۔ جو شخص

کم تولتا ہے یا ناپتا ہے وہ حقیقت میں بد دیانتی کا مرتکب ہوتا ہے اور اس طرح ناجائز ذریعے سے اپنی کمائی میں حرام کی آمیزش کر کے اپنے اوپر برکتوں کا دروازہ خود ہی بند کر دیتا ہے۔ ایسے شخص کے لئے قرآن کریم نے ہلاکت وبربادی کی وعید سنائی ہے۔

"ویل للمطفین الذین اذاکتالوا علی الناس یستوفون واذاکالوھم اووزنوھم یخسرون الا یظن اولئک انھم مبعوثون لیوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العالمین۔ سورۃ مطففین" ﴿ترجمہ: خرابی ہے گھٹانے والوں کی جب خود ماپ لیں لوگوں سے تو پورا بھر لیں اور جب لوگوں کو ماپ دیں یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ اٹھائے نہیں جائیں گے ایک بڑے دن کے لئے جس دن لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے تمام جہانوں کے رب (کے سامنے جوابدہی کے لئے)﴾

ایسے لوگ کیوں نہ ہلاکت اور بربادی کو دعوت دیں جبکہ ان کے افعال دوسروں کے لئے خرابی اور پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ ایسے لوگوں نے درحقیقت انصاف کا دوہرا معیار قائم کیا ہوتا ہے۔ وہ خود تو ناپ تول کے وقت پورا پورا تولتے اور ناپتے ہیں — جبکہ دوسروں کے لئے کم تولتے اور ناپتے ہیں۔ یہ لوگ ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں قیامت کے دن خداتعالیٰ کے حضور پیش ہو کر جوابدہی کا یقین نہیں ہوتا۔ ورنہ اگر وہ صحیح مسلمان ہوں اور انہیں یہ احساس ہو کہ انہیں ایک دن رب العالمین کے دربار میں پیش ہونا ہے تو وہ کبھی ایسا نہ کریں۔

رشوت خوری

ہوس زر کی تسکین کی ایک صورت رشوت خوری ہے۔ مگر یہ ایک ایسی قبیح اور شنیع برائی ہے کہ اس کی عادت سے تسکین حاصل ہونے کے بجائے خواہشات کی آگ مزید بھڑکتی چلی جاتی ہے۔ اس لعنت سے معاشرہ میں سے اعتماد وبھروسہ اور اخوت ومودت جیسی بیش بہا صفات کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور معاشرے میں خود غرضی اور زر طلبی کی وبا بڑی تیزی سے پھیل کر اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتی ہے۔ ایسا معاشرہ کسی وقت بھی ہلاکت وبربادی سے دوچار ہو سکتا ہے۔

رشوت بہت سے جرائم کا مجموعہ ہے یہ بددیانتی 'حق تلفی' ناانصافی 'خود غرضی اور بدامنی پھیلانے جیسے ناقابل معافی جرائم پر مشتمل ہوتا ہے۔ عام طور پر رشوت دو صورتوں میں لی جاتی ہے۔ ایک یہ کہ کسی شخص کا ناجائز کام کر دیا جائے' دوسرا یہ کہ کسی شخص کا جائز کام روک دیا جائے تاکہ وہ مجبور ہو کر

رشوت دے اور اپنا کام جلدی کرائے۔ پہلی صورت میں ایک آدمی کو ناجائز فائدہ پہنچانے کا مطلب کسی دوسرے شخص کے جائز مفاد کو زک پہنچا کر اس کی حق تلفی کرنا ہے۔اس ناانصافی سے معاشرے میں نفرت کے جذبات پروان چڑھتے ہیں جو قومی وحدت کے لئے انتہائی نقصان دہ ہے۔ دوسری صورت میں کسی کا جائز کام روک دیا جاتا ہے اور اس میں بلاوجہ تاخیر کی جاتی ہے یا اس پر ناروا اور لایعنی اعتراضات کرکے اس آدمی کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ کچھ دے دلا کر اپنا کام کروائے۔ سرکاری دفاتر میں عموماً یہی ہوتا ہے۔ یہ دوہرے قسم کا جرم ہے اس لئے کہ ایک طرف تو ایسا شخص بددیانتی کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ وہ انہی امور کی انجام دہی کے لئے ہی تو گورنمنٹ یا کسی ادارہ سے تنخواہ لیتا ہے اب اگر وہ بلاوجہ تاخیر کر دیتا ہے تو وہ حقیقت میں ادھورا کام کر کے اس کا معاوضہ پورا لیتا ہے۔ دوسری طرف وہ ایک شخص کے جائز کام میں مداخلت کر کے اور رکاوٹ پیدا کر کے اخلاقی اور قانونی جرائم کا ارتکاب کرتا ہے۔ بعض اوقات تو اس سے بڑے بڑے ملکی مفاد تک کو نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ایسی رکاوٹوں سے پیدا شدہ تاخیر کی وجہ سے قومی اور ملکی ترقی کے لئے شروع کئے گئے منصوبے ناقابل تلافی نقصان کی نذر ہو جاتے ہیں۔

ہمارا معاشرہ اس وقت تک اسلامی نہیں کہلا سکتا جب تک کہ رشوت کا مکمل طور پر خاتمہ نہ کر دیا جائے۔ اور ہم اس وقت تک سچے مسلمان نہیں بن سکتے جب تک کہ ہم رشوت دینے اور لینے سے باز نہ آجائیں۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے رشوت کے کاروبار سے سختی سے منع فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

”ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بها الی الحکام لتاکلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون ۔ بقرہ“ ﴿ترجمہ: اور نہ کھاؤ آپس میں ایک دوسرے کا مال نہ حق اور (بطور رشوت) نہ پہنچاؤ ان کو حاکموں تک کہ (اس کے ذریعے) تم ناجائز طور پر لوگوں کا کچھ مال ہڑپ کر جاؤ اور تم جانتے ہو۔﴾

رسول اکرم ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

اختیارات کا غلط استعمال

ملازم پیشہ طبقہ میں جو لوگ کچھ نہ کچھ اختیار رکھتے ہیں وہ عموماً اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے قوم وملک کے قیمتی سرمائے کو گھن کی طرح چاٹ جاتے ہیں۔ بڑے بڑے منصوبے اکثر اوقات اسی وجہ

سے ناکام ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کے لئے فراہم کردہ سرمایہ افسران کی آرام و آسائش پر خرچ ہو جاتا ہے۔ اگر کسی افسر کو یہ سہولت ملی ہوئی ہے کہ وہ سرکاری یا دفتری امور کی انجام وہی کے لئے حکومت کی طرف سے فراہم کردہ گاڑی استعمال کر سکتا ہے تو دیکھا یہ گیا ہے کہ اسے وہ صاحب اپنی نجی ضرورتوں کے لئے بھی استعمال کرتا ہے۔ بیگم کو شاپنگ کرانی ہو یا دوستوں کے ساتھ سیر و تفریح یا اور کوئی خالصتاً ذاتی نوعیت کا کام ہو سرکاری گاڑی استعمال کی جاتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو کوئی اور سہولت حاصل ہے تو وہ ہر طرح سے کوشش کرتا ہے کہ اس سے جائز و ناجائز مفاد حاصل کرے۔ یہ قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ملک و قوم کے سرمائے کو اس طرح ضائع کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ اس سے دوسروں میں بھی مفاد پرستانہ خیالات جنم لیتے ہیں اور دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی اسی راہ پر چل نکلتے ہیں۔

کام چوری

محنت و مشقت سے جو قومیں جی چراتی ہیں اور سہل پسند بن جاتی ہیں وقت کی تلوار انہیں نیست و نابود کر دیتی ہے یہی قانون فطرت ہے اور تاریخ سے ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔ لگن اور محنت سے کام نہ کر کے وقت ضائع کرنا نہ صرف فرد کے لئے نقصان دہ ہے بلکہ اس سے قوم و وطن کو بھی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ دفتروں میں عموماً یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اہل کار بیٹھے گپیں ہانک رہے ہیں' چائے چل رہی ہے یا کسی اور طرح وقت برباد کیا جا رہا ہے جبکہ اصل کام جو کرنے کا ہے یونہی پڑا ہوا ہے۔ اس سے جہاں خود ایسے افراد کی صلاحیتوں کو زنگ لگ جاتا ہے وہیں ملکی و ملی مفادات سستی کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ میں اس کی قطعاً اجازت نہیں دی جا سکتی۔ جب ایک شخص اپنے وقت کا جو چھ سات گھنٹے ہیں پورا معاوضہ لیتا ہے اور کام صرف دو ایک گھنٹے کا کرتا ہے اور بعض اوقات کچھ بھی نہیں کرتا تو ایسے شخص کی کمائی کو کیونکر جائز قرار دیا جا سکتا ہے۔ معاشرے کی اصلاح تب ممکن ہو سکتی ہے جب ہر آدمی چاہے وہ مزدور ہو یا کارخانہ دار' افسر ہو یا ماتحت ملازم' اپنے فرائض دیانت داری سے انجام دیں اور اس میں کسی قسم کی سستی اور تساہل کا مظاہرہ نہ کریں۔ اسلام ہمیں محنت اور اپنے ہاتھ سے کمانے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام نے کام کی عظمت کا درجہ بلند رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے محنت کی کمائی کو سب سے افضل قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بہترین کمائی کمانے والے ہاتھ کی ہے جبکہ کام خلوص سے کیا جائے۔

گداگری

کام سے جی چرانا اور مانگے تانگے پر گزارہ کرنے کی ایک صورت بھیک مانگنا بھی ہے۔ ہمارے ملک میں گداگری کا کاروبار بڑے زوروں پر ہے اور بعض لوگ اسے انتہائی منظم طور پر چلا رہے ہیں۔ گداگری مسلم معاشرے پر ایک بد نما داغ کی حیثیت رکھتی ہے اس سلسلہ میں جہاں حکومت پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اس لعنت کے خاتمہ کے لئے موثر اقدامات کرے وہیں عوام کی طرف سے بھی پیشہ ور بھکاریوں کی مکمل حوصلہ شکنی ہونی چاہئیے۔

اسلام میں اپنے ہاتھ کی کمائی سے اپنی ضروریات پوری کرنے اور اللہ کے راہ میں خرچ کرنے کی بڑی فضیلت اور اہمیت بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مانگنے اور دست سوال دراز کرنے سے منع فرمایا ہے۔ صدقات و خیرات کے مستحق افراد کی نشانی اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ باوجود احتیاج اور ضرورت کے لوگوں سے لپٹ لپٹ کر نہیں مانگتے۔ ارشاد ہے: " لیحسبهم الجاهل اغنياء من التعفف تعرفهم بسيما هم لا يسئلون الناس الحافاً. سورة بقره" بلکہ ناواقف شخص انہیں نہ مانگنے کی وجہ سے غنی سمجھ بیٹھتا ہے حالانکہ ان کے چہرے سے پتہ چل جاتا ہے کہ فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں۔

اللہ تعالیٰ اغنیاء اور صاحب ثروت لوگوں کو خیرات و صدقات کی تلقین کرتا ہے اور ان کے مستحق انہی لوگوں کو قرار دیتا ہے جو کسی مجبوری کی وجہ سے کما نہیں سکتے یا اس قدر نہیں کما پاتے کہ اپنے اہل و عیال کی ضروریات کو صحیح معنوں میں پوری کر سکیں۔ ایسے لوگ شرم و حیا اور خودداری کی بناء پر مانگ بھی نہیں سکتے۔ مگر ان کی حالت ان کے چہرے مہرے سے ظاہر ہو جاتی ہے جبکہ پیشہ ور گداگر صرف مانگنے کی غرض سے مانگتا ہے اور بھیک مانگنا اس کی عادت بن جاتی ہے۔ بہت سے بھکاری تو بہت مالدار ہوتے ہیں اور بعض کے پس پردہ کئی ایک دولت مند اور با اثر افراد کاروبار چلا رہے ہوتے ہیں اور ان بھکاریوں کی کمائی انہیں لوگوں کی جیبوں میں چلی جاتی ہے۔ جس سے وہ عیاشیاں کرتے ہیں اور مال حرام بود در کار حرام رفت کے مصداق سے ناجائز جگہوں پر خرچ کر کے معاشرے میں برائی پھیلانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے دینے والے ہاتھ کو لینے والے ہاتھ سے افضل قرار دیا ہے اور کسی مسلمان سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ بغیر کسی مجبوری کے دست سوال دراز کر کے لینے والوں میں خود کو شامل کرے گا۔ بلا ضرورت مانگنے والے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے سخت وعید سنائی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ بہتر ہے کہ ایک شخص جاکر لکڑیاں اپنی پیٹھ پر لاد کر بیچے اور پھر اس میں سے خرچ کرے اور لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے بچ جائے اس سے کہ وہ کسی سے کچھ مانگے اور وہ اسے دے یا نہ دے کیونکہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اور اپنے زیر کفالت افراد پر خرچ کرنے میں پہل کرے(ترمذی)

اسلام صرف اشد ضرورت کہ آدمی کے لئے اور کوئی چارہ کار نہ رہ گیا ہو' مانگنے کی اجازت دیتا ہے ۔بغیر کسی مجبوری اور فقر و فاقہ کے مانگنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں کے سوا اور کسی کے لئے مانگنا جائز نہیں ہے 'ایک وہ آدمی جو شدید فقر و فاقہ میں مبتلا ہو' دوسرا وہ آدمی جو قرض کی وجہ سے ذلیل ہو رہا ہو اور تیسرا وہ شخص جس پر خون بہا دینا لازم ہو۔(مسند احمد)

ان ناگزیر حالات کے سوا کسی بھی ایسے شخص کے لئے مانگنا جائز نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر یقین رکھتا ہو رسول اللہ ﷺ کو اپنا ہادی و رہبر تسلیم کرتا ہو۔

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ انہیں ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مانگنے کے لئے بھیجا۔وہ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس آکر بیٹھ گیا تو آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جس شخص نے خود کو (مال و دولت سے) بے نیاز کر دیا اللہ تعالیٰ اسے بے نیاز کر دیں گے اور جو شخص خود کو سوال کرنے سے باز رکھے اللہ تعالیٰ اسے (ایسی صورت حال میں مبتلا ہونے سے) بچا لیں گے اور جو شخص خود کفیل بننا چاہے گا اللہ تعالیٰ اسے خود کفیل بنا دیں گے اور جس نے ایک اوقیہ چاندی کے برابر رقم ہوتے ہوئے سوال کیا تو گویا اس نے الحاف سے کام لیا۔(مسند احمد)

الحاف کے معنی ہیں کسی سے اصرار کر کے اور لپٹ لپٹ کر مانگنا کہ دوسرا آدمی مانگنے والے کے اصرار سے شرمندہ ہو کر اپنی جان چھڑانے کی خاطر کچھ دے ہی دے۔ اللہ رب العزت نے انسان کو خوبصورت اور حسین بنایا ہے اور اس کی چہرے پر ایک ایسی رونق و تابانی رکھ دی کہ جس کے ذریعے وہ دوسری مخلوقات کو اپنا تابع بنائے ہوئے ہے۔اس کے ساتھ ساتھ اللہ رب العزت نے انسانی چہرہ میں ایک طرح کا رعب بھی رکھ دیا ہے۔ لیکن جب اسی چہرہ کو دوسروں کے سامنے ذلیل و خوار کرنا شروع کر دیا جائے تو اس کی رونق و تازگی و رعب ختم ہو جاتا ہے۔ بھیک مانگنے سے چہرے پر لعنت و پھٹکار برستی رہتی

ہے۔ مجبوری کی حالت میں مانگنے کی اجازت ہے یا پھر آدمی اپنے سرپرست اور حاکم وقت سے سوال کر سکتا ہے کیونکہ حاکم وقت بھی ایک طرح سرپرست ہوتا ہے اور اس سے سوال کرنا جائز ہے۔

حرام کی کمائی کی مذمت

ہوس زر اور دولت کی خواہش نے اس معاشرہ کے ہر فرد کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے جس کی وجہ سے آج ہم نے مال و دولت ہی کو ہر مشکل کا حل سمجھ لیا ہے اور اس کے حصول کے لئے تمام اخلاقی اقدار کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ حالانکہ اسلام کے نقطہ نظر سے دولت کی حیثیت اخلاق کے مقابلے میں ثانوی ہے۔

ایک حدیث شریف میں تو یہاں تک آتا ہے کہ : "دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔" کیونکہ جسے دنیا اور اس کی زیب و زینت سے محبت ہوگی وہ یقیناً لوگوں کے حقوق دبا کر اور اللہ کے حقوق فراموش کر کے اپنی آخرت بگاڑ لے گا۔ طلب دنیا اور دولت پرستی انہی لوگوں میں پایا جاتا ہے جو اس دنیا کو دائمی اور ابدی سمجھتے ہیں یا انہیں آخرت کا کوئی فکر نہیں ہوتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ نے تمہارے درمیان اخلاق کو تقسیم کر دیا ہے۔ جس طرح اس نے تمہارے لئے تمہارا رزق بانٹ دیا ہے اور اللہ تعالیٰ دنیا جسے پسند کرتا ہے اسے بھی دیتا ہے اور جسے ناپسند کرتا ہے اسے بھی دیتا ہے لیکن دین اسے ہی دیتا ہے جسے پسند کرتا ہے پس جس کو اللہ تعالیٰ نے دین دیا گویا اسے پسند کر لیا اور قسم ہے مجھے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کا دل اور زبان اسلام نہ لے آئیں اور کوئی مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس کی شرارتیں کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا ظلم اور زیادتی ۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک آدمی حرام کی کمائی سے خرچ کرے اور اللہ اس میں برکت دے 'وہ اس میں سے خیرات کرے اور اللہ اسے قبول فرمالیں اور اگر وہ اس کو چھوڑ کر مر جائے گا تو یہ اس کے لئے جہنم کی آگ کا زاد راہ ہو گا بے شک اللہ تعالیٰ برائی کو برائی سے نہیں بلکہ برائی کو اچھائی سے مٹاتے ہیں کیونکہ گندگی سے گندگی کو دور نہیں کیا جا سکتا۔ (مسند احمد)

قرآن کریم میں حلال کی کمائی سے خرچ کرنے کا حکم آیا ہے اور حرام کی کمائی سے خرچ کرنے

بقیہ صفحہ :12 پر ملاحظہ کریں

علماء اسلام اور قادیانیوں کے درمیان
تاریخی مناظرہ میں قادیانیوں کی شکست فاش

رپورٹ: قاری محمد عثمان منصور پوری آف انڈیا

قادیانیوں (نام نہاد احمدیوں) کا یہ شیوہ ہے کہ وہ سادہ لوح مسلمانوں کی ناواقفیت اور غربت سے فائدہ اٹھا کر ان کو طرح طرح کے لالچ اور فریب دے کر قادیانی بنانے کی تحریک چلاتے ہیں۔ اور جب اہل اسلام ان کی ریشہ دوانیوں کا نوٹس لیتے ہیں اور عام مسلمانوں کو مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹے مدعی نبوت کے شرمناک کریکٹر اور جھوٹ کے واقعات قادیانی کتابوں کے حوالوں سے سنا کر آگاہ کرتے ہیں کہ ایسا شخص تو شریف انسان کہلانے کے بھی قابل نہیں اس کو مجدد' مہدی' نبی کہنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ تو قادیانی لوگ سیخ پا ہو جاتے ہیں اور علاقہ کی سرکاری انتظامیہ اور سربر آوردہ مسلمانوں کے پاس جا کر رونا روتے ہیں کہ ہماری مخالفت کی جارہی ہے ہم پر ظلم ڈھایا جارہا ہے جبکہ ہم بھی مسلمان ہیں کلمہ پڑھتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ وغیرہ اسی طرح کے حالات بالیکوری۔ ضلع بریٹا صوبہ آسام انڈیا میں پیش آئے۔ تین چار سال سے اس علاقہ کے ذمہ دار حضرات کی طرف سے قادیانی ریشہ دوانیوں کی اطلاعات موصول ہو رہی تھیں ساتھ ہی ان کی روک تھام کے لئے تربیتی کیمپ اور اجلاس عام منعقد کیئے جانے کی شدید ضرورت کا اظہار کیا جارہا تھا۔

چنانچہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند کی نگرانی میں ۱۴'۱۵ اپریل ۱۹۹۹ء کو بالیکوری ہائر سکنڈری اسکول میں تربیتی کیمپ لگایا گیا اور آخری دن اجلاس عام منعقد کیا گیا۔ جس میں دس ہزار سے زیادہ مسلمانوں نے شرکت کی جبکہ تربیتی کیمپ میں تقریباً تین سو علماء کرام و دانشور طبقہ نے شرکت کی اور مکمل بصیرت کے ساتھ قادیانیت کی مکروہ حقیقت سے واقفیت حاصل کی۔

اس تربیتی پروگرام میں حضرت امیر الہند مولانا سید اسعد صاحب مدنی مد ظلہ کے علاوہ جناب مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری' جناب مولانا محمد عرفان صاحب اور جناب مولانا شاہ عالم صاحب اور راقم الحروف نے دار العلوم سے شرکت کی۔ نیز مولانا صدیق اللہ چوہدری کلکتہ سے تشریف لائے۔

تربیتی کیمپ اور اجلاس عام میں مرزا قادیانی کے باطل دعووں کی دھجیاں اڑانے کے ساتھ

ساتھ تین چیزوں پر خاص زور دیا گیا۔(۱)...... مرزا قادیانی کا کریکٹر اور خصوصاً اسکا جھوٹ (۲)...... اپنے نہ ماننے والے مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے کافر اور جہنمی کہا ہے اور مسلمان عورتوں کو کتیوں سے بڑھ کر کہا ہے۔ نیز ان کو کنجریوں کی اولاد اور خنزیر کہا ہے (۳)...... مرزا نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے بائیکاٹ کرنے کی تاکید کی ہے۔ مسلم میت کی نماز جنازہ پڑھنے سے روکا ہے ان سب امور کو حوالوں کے ساتھ بیان کر کے واضح کر دیا گیا کہ تمام دنیا کے علماء و مفتیان کا فتویٰ و فیصلہ ہے کہ قادیانی گروہ کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں یہ سب لوگ مرتد و زندیق ہیں۔ اور شریعت اسلامیہ کا حکم ہے کہ قادیانی گروہ کے افراد کا بائیکاٹ کیا جائے۔ ان کو سلام کلام کرنا' بات چیت کرنا' رشتہ ناطہ کرنا' ان کی دعوت میں شرکت کرنا اور ان کو اپنے ہاں مدعو کرنا وغیرہ سب امور ناجائز اور حرام ہیں۔

چنانچہ مسلمانوں نے اس حکم شرعی پر سختی کے ساتھ عمل کرنے کا اجلاس عام میں اعلان کیا۔ اور فوری عمل شروع کر دیا۔ تاکہ قادیانی گروہ اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کرے مگر ان زندیقوں نے روپیہ کے لالچ میں' کفر وارتداد پر جمے رہنے کو ترجیح دی بلکہ الٹا مسلمانوں کو مورد الزام قرار دے کر سرکاری انتظامیہ محکمہ پولیس میں جا کر شکایت کی اور علاقہ کے ایم ایل اے جناب عبدالراؤف صاحب اور مکھیہ صاحب بادل خاں کے سامنے اپنی مظلومیت کا اظہار کیا ہے کہ بازار کے دوکاندار ہمارے ہاتھ سامان فروخت نہیں کرتے وغیرہ ہم بھوکے مر رہے ہیں۔ اس پر پولیس کے ایس پی نے ایم ایل اے و بادل خاں صاحب سے مشورہ کر کے طے کیا کہ ۳۰ مئی ۹۹ء کو بالیکوری میں دونوں فریق جمع ہوں اور اپنی اپنی بات ہمارے سامنے رکھیں ہم بھی موجود رہیں گے۔ مسلمان فریق پچیس نفر پر مشتمل ہو گا اور قادیانی فریق پندرہ افراد پر مشتمل ہو گا موضوع بحث تین طے ہوئے۔ نمبر1 : مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی۔ نمبر2 : حیات و وفات عیسیٰ۔ نمبر3 : ختم نبوت و اجراء نبوت۔ یہ سب امور تحریری شکل میں فریقین کے دستخطوں کے ساتھ ہوئے۔ نیز یہ کہ جو فریق بحث کے موقع پر نہیں آئے گا۔ اس کو دوسرے فریق کی آمد و رفت وغیرہ کا تمام خرچہ ادا کرنا ہو گا۔ قادیانی گروہ نے مناظرہ کی تاریخ سے دو دن قبل انتظامیہ سے درخواست کی کہ مقررہ تاریخ پر ہمارے علماء نہیں آسکیں گے۔ لہذا تاریخ بدل دی جائے۔ مگر ایم ایل اے عبدالرؤف صاحب و بادل خاں صاحب سے رابطہ قائم کرنے کے بعد انتظامیہ نے ان کی یہ درخواست رد کر دی اور کہا کہ تمہاری مرضی کے مطابق ۴ مئی کی بات چیت میں تیس مئی ۹۹ء کی تاریخ بحث و مناظرہ کے لئے طے کی گئی تھی۔ اب اس

میں تبدیلی نہیں ہوگی۔

بہر حال مرکز دار الیتامی گوالپاڑہ (آسام) کے مہتمم جناب حافظ بشیر احمد قاسمی نے (جو تربیتی کیمپ کے لئے مرکز المعارف ہوجائی کی طرف سے ذمہ دار منتظم بھی تھے) کل ہند مجلس کے دفتر کو مذکورہ بالا حالات سے مطلع فرمایا اور مقررہ تاریخ پر قادیانیوں کی حوالہ والی کتابیں ساتھ لیکر دار العلوم کے وفد کے پہنچنے پر زور دیا۔ آخر کار احقر اور جناب مفتی محمود حسن صاحب بلند شہری و جناب مولانا ادریس صاحب مبلغ تحفظ ختم نبوت ۲۹ مئی ۹۹ء کی شام کال گچھیا (آسام) جائے قیام پر پہنچ گئے' نیز حالات کی نزاکت کے پیش نظر از راہ کرم حضرت امیر الہند نے اپنے پروگرام میں تبدیلی فرما کر ۳۰ مئی کے بالیکوری کے مناظرہ میں شرکت فرمانا منظور فرمالیا۔ حافظ بشیر احمد صاحب نے سیکریٹری مجلس تحفظ ختم نبوت مغربی بنگال جناب چوہدری صدیق اللہ صاحب کو بھی دعوت دے دی تھی۔ موصوف بھی ۲۹ مئی کو تشریف لے آئے۔ اور مرکز المعارف ہوجائی سے جناب مولانا شمس الدین صاحب مع اپنے تین رفقاء جناب مولانا مجاہد الاسلام صاحب' جناب مولانا پرویز عالم صاحب' جناب مولانا عبد القادر صاحب تشریف لائے۔ بہر حال ہم سب لوگ قیام گاہ کال گچھیا سے روانہ ہو کر ساڑھے نو بجے صبح مقام مناظرہ پر پہنچ گئے۔ اور ٹھیک دس بجے ہائر سکنڈری اسکول کے ہال کمرہ میں اہل اسلام کے اسٹیج پر علماء اسلام تشریف فرما ہوگئے اور علاقہ کے دیگر علماء ذمہ دار حضرات بھی آگئے۔ مگر قادیانی گروہ نہیں آیا۔ اس کا انتظار کئے بغیر تلاوت کلام پاک کے ذریعہ پروگرام کا آغاز کر دیا گیا اور امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی صاحب مد ظلہ کو صدر اجلاس نے خطاب کی دعوت دی۔ حضرت موصوف کو نوے فیصد بنگلہ زبان کے الفاظ و محاورات استعمال کرنے کی قدرت حاصل ہے۔ موصوف نے اسی زبان میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر خطاب فرماتے ہوئے آپ ﷺ کی صداقت اور اعلیٰ معیار زندگی کے واقعات سنانے کے بعد جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کے جھوٹ اور شرمناک کریکٹر کے نمونے پیش فرمائے۔ (اسی دوران ان تیرہ افراد کا قادیانی گروہ بھی پونے گیارہ بجے تین مرتبہ بلانے کے بعد ہال کمرہ میں آگیا) یہ گفتگو اگرچہ ہال کمرہ میں ہو رہی تھی مگر لاؤڈ سپیکر باہر بھی لگا دیئے گئے تھے۔ کیونکہ ہزاروں مسلمانوں کے پہنچنے کی توقع تھی اور دس بجے سے ہی وہ آنا شروع ہوگئے تھے۔ مجمع کو کنٹرول کرنے کے لئے ایس پی مع مسلح پولیس دستے کے وقت پر آگئے تھے۔ حضرت امیر الہند مد ظلہ کے افتتاحی خطاب کے بعد (جو تقریباً ایک گھنٹہ جاری رہا) جناب مولانا صدیق اللہ صاحب

چوہدری نے خالص بنگلہ زبان میں مرزا قادیانی کی زندگی پر مفصل گفتگو فرمائی اور سیرت المہدی، تذکرہ اور روحانی خزائن کے وہ مقامات کھول کھول کر بنگلہ میں ترجمہ کر کے سنائے جن میں مرزا قادیانی کے گھناؤنے کریکٹر اور جھوٹ بولنے کے حوالے ہیں اور جہاں اس نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر و جہنمی کہا ہے اور مسلمانوں سے بائیکاٹ کرنے کی تاکید کی ہے۔ موصوف کے بعد صدر اجلاس جناب عبدالرؤف ایم ایل اے صاحب نے قادیانی گروہ کے ترجمان اے اے حسن کو گفتگو کا وقت دیا۔ (جو کلکتہ کے قادیانی مشن سے آیا تھا) اس نے موضوع سے ہٹ کر گفتگو شروع کر دی کہ یہ لوگ صرف اپنے آپ کو اہل اسلام کہہ رہے ہیں اور ہمیں قادیانی احمدی کہہ رہے ہیں۔ یہ انداز صحیح نہیں مگر صدر اجلاس عبدالرؤف صاحب نے اس کو روک دیا اور کہا کہ علماء اسلام نے قادیانی کتابوں کے حوالہ سے جو باتیں مرزا قادیانی کے بارے میں سنائی ہیں پہلے ان کے بارے میں بتایئے کہ یہ صحیح ہیں یا غلط؟۔ اس پر قادیانی ترجمان نے مذکورہ کتابوں کو الٹ پلٹ کر دیکھا اور یہ کہہ کر راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کی کہ ہم اپنی کتابوں سے ملا کر دیکھیں گے۔ اس پر قادیانیوں سے کہا گیا کہ جو کتابیں مرزا قادیانی کی ہم پیش کر رہے ہیں ان کے بارے میں لکھ کر دو کہ یہ قادیانی کتابیں نہیں ہیں۔ مگر وہ اس پر تیار نہ ہوئے۔ بڑے اسکول کے پروفیسران اور ایم ایل اے وغیرہ نے بھی ان کتابوں کو دیکھ کر اطمینان حاصل کیا اور قادیانی گروہ سے بار بار یہ مطالبہ دہراتے رہے کہ ان کا جواب دو ورنہ قادیانیت سے توبہ کرو مگر قادیانی گروہ کبھی مسلم فرقوں کی باہمی تکفیر کے مسئلہ کو اٹھا کر بحث کا رخ موڑنا چاہتا تھا اور کبھی حیات و وفات مسیح کی بحث چھیڑنے کی کوشش کرتا اور کبھی مرزا قادیانی کے مجدد اور مہدی ہونے کا تذکرہ کرتا تھا۔ مگر ہر موقع پر صدر اجلاس اور علماء اسلام اس کو ٹوک دیتے تھے اور اصل موضوع مرزا قادیانی کی زندگی پر گفتگو کے لئے مجبور کرتے تھے۔ لیکن قادیانی گروہ نے پہلے نمبر کے موضوع سے متعلق علماء اسلام کی کسی بات کا جواب نہ دیا۔ اسی بحث و تکرار میں چار پانچ گھنٹے گزر گئے اور تین بج گئے۔ آخر میں ایک بار پھر صدر اجلاس نے قادیانیوں سے توبہ کرنے کو کہا مگر وہ لوگ تائب نہیں ہوئے اور نہ موضوع سے متعلق کچھ جواب دینے پر آمادہ تھے۔ اس لئے صدر اجلاس نے بحث و مناظرہ کی مجلس برخاست کئے جانے کا اعلان کر دیا اور تحریری فیصلہ دے دیا کہ:

”آج کے جلسہ میں قرآن و حدیث اور خود مرزا غلام احمد قادیانی اور جماعت احمدیہ کی مطبوعہ کتابوں کے حوالے سے مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر اور زندیق ثابت کیا گیا ہے۔ لیکن احمدی جماعت قرآن

وحدیث اور مذکورہ کتابوں کے حوالہ سے کوئی صحیح جواب نہیں دے سکی۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے بطور فیصلہ احمدی جماعت کو توبہ کرنے کی دعوت دی لیکن بہت لوگوں نے اپنے قادیانی رہنے کی رائے ظاہر کی۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا کہ یہ تمام کارروائی بذریعہ مائیک سکول کے میدان میں مسلمانوں کا جم غفیر سن رہا تھا۔ جو 10- 9 ہزار کے قریب تھے اور قادیانیوں پر سخت برہم تھے۔ مگر حضرت امیر الہند مدظلہ نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ امن وامان قائم رکھیں۔ قادیانیوں کو افہام وتفہیم کے ذریعہ ہی راستہ پر لانا مقصود ہے۔ کسی قسم کے فساد سے قادیانیوں کو پروپیگنڈہ کا موقع ملے گا اور دوسرے متاثر مقامات میں کام کرنا مشکل ہو جائے گا۔ چنانچہ پولیس کے پہرے میں اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر قادیانیوں کی جماعت روانہ ہوگئی۔ مسلمانوں نے ظہر کی نماز ادا کی اور نماز کے فوراً بعد مجمع کے زبردست اصرار پر حضرت امیر الہند مدظلہ نے باہر میدان میں کچھ دیر خطاب عام فرمایا۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس تاریخی مناظرہ میں اہل حق کو فتح مبین حاصل ہوئی اور قادیانی فریق ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوا۔“

آسام کے مناظرہ میں علماء اسلام کی طرف سے پیش کردہ مواد کا نمونہ

1------مرزا غلام احمد قادیانی کا شرمناک کریکٹر :

نامحرم عورت سے خدمت کروانا خصوصاً ساری رات۔ مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی لکھتا ہے کہ مجھ سے ڈاکٹر عبدالستار نے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ دو دفعہ ایسا موقع پیش آیا کہ عشا کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ (سیرت المہدی ص272-273ج3)

2------مرزا غلام احمد قادیانی کا سفید جھوٹ :

قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج ہے۔ مکہ‘ مدینہ اور قادیان۔ (ازالہ اوہام‘ خزائن ص140ج3، برحاشیہ)

3------مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے نہ ماننے والوں کو کافر و جہنمی کہنا :

بقیہ صفحہ :6 پر ملاحظہ کریں

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

مولانا اللہ وسایا صاحب کا خطاب اور قادیانیوں کی فائرنگ

ختم نبوت کانفرنس چک بھوڑو

شیخوپورہ ضلع میں شاہ کوٹ کے قریب چک بھوڑو ہے۔ یہاں پر چند قادیانی گھرانے رہتے ہیں۔ جو جٹ برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ کھاتے پیتے اور امیر گھرانے ہیں۔ ان کے کچھ افراد جرمنی واٹلی وغیرہ میں رہتے ہیں۔ دنیا کی ریل پیل نے ان کو اتنا سرکش بنادیا ہے کہ وہ ہر آنے والے پولیس افسر کو اپنے شیشہ میں اتارنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتے ہیں اور پھر مسلمانوں پر مظالم کرتے رہتے ہیں۔ مگر ہمیشہ مسلمانوں نے صبر و تحمل و بردباری کا ثبوت دیا۔ اسی اعتدال اور نرم پالیسی کے باعث اب اللہ رب العزت کا کرم ہے اس چک میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی شاخ قائم ہو گئی ہے۔ ختم نبوت کے موضوع پر کئی اجتماع منعقد ہو چکے ہیں اور اب پورے گاؤں کے مسلمانوں نے قادیانیوں کا بائیکاٹ کرر کھا ہے۔ 9 رمضان المبارک کو راولپنڈی سے واپسی پر حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب شاہ کوٹ لائے۔

مجاہد فی سبیل اللہ، مرد حق حضرت مولانا مولانا عبداللطیف انور، حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ثانی مبلغ مجلس لاہور ڈویژن، مولانا مفتی سید احمد شاہ کوٹی اپنے رفقاء کے ہمراہ چک بھوڑو تشریف لائے۔ نماز تراویح کے بعد مسجد میں جلسہ شروع ہوا۔ بھوڑو اور قرب وجوار کے دیگر علاقوں کے مسلمانوں نے کثرت سے شرکت کی۔ جامع مسجد کا ہال، صحن کھچا کھچ بھرے ہوئے تھے۔ مفتی سید احمد اور حضرت مولانا عبداللطیف انور کے ایمان پرور بیانات ہوئے۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے سرانجام دیئے۔ جلسہ خیر وخوبی سے جاری تھا مگر جونہی مولانا اللہ وسایا کا مجاہدانہ بیان شروع ہوا قادیانیوں نے گاؤں میں مسلسل فائرنگ شروع کر کے دہشت پھیلادی۔

مگر ان کی فائرنگ کے ساتھ ہی مولانا اللہ وسایا صاحب نے ان کو ایسا للکارا کہ گاؤں کے در و دیوار جھوم اٹھے۔ سامعین وحاضرین میں جوش قابل دید تھا۔ مولانا کے ایک ایک جملہ پر نعرہ ہائے تحسین بلند

ہو رہے تھے۔ مولانا کی اس ایمانی جرات اور للکار کے سامنے قادیانی نہ ٹھہر سکے۔ ان کی فائرنگ بند ہو گئی مگر مولانا اللہ وسایا صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ تک اپنا بیان جاری رکھا۔ مولانا کا بیان دلائل و جذبات کا مرقعہ تھا۔ آخر میں حضرت مولانا عبداللطیف انور نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور مولانا اللہ وسایا صاحب کو خراج تحسین پیش کیا کہ انہوں نے گولیوں کی تڑتڑاہٹ میں حق بیان کر کے اکابر کی یاد کو تازہ کر دیا۔ مولانا عبداللطیف انور کی دعا پر جلسہ خیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ باہر سے آئے ہوئے مسلمانوں نے ٹرالیوں پر سوار ہو کر گاؤں میں اتنی نعرہ بازی کی کہ عقیدہ ختم نبوت کی عظمتوں سے پورا گاؤں گونج اٹھا۔

عوام کی درخواست پر مولانا اللہ وسایا صاحب نے عید کے بعد تفصیلی دورہ کی تاریخیں مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ جلسہ کے اختتام پر ایس ایچ او سانگلہ ہل سے مولانا عبداللطیف انور نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کی شرارت کا نوٹس لے کر ان پر کیس درج کیا جائے۔ ایس ایچ او صاحب نے قانونی کارروائی کا وعدہ کیا۔ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔

بہاول پور میں مجلس کے زیر اہتمام دروس قرآن

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عرصہ سے یہ روایت چلی آ رہی کہ یکم رمضان المبارک سے 16 رمضان المبارک تک مرکزی جامع مسجد الصادق بہاول پور میں صبح کی نماز کے بعد درس قرآن مجید ہوتا ہے۔ مختلف علماء کرام تشریف لا کر مختلف عنوانات پر اظہار خیال کرتے ہیں اور بہاول پور کے عوام کی بڑی تعداد ان درسوں میں شریک ہوتی ہے۔

چنانچہ اس سال بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا بشیر احمد' مرکزی خازن حضرت مولانا اللہ وسایا' صدر المبلغین حضرت مولانا خدا بخش' بہاول پور کے مبلغ مولانا محمد اسحٰق ساقی' جامعہ مدنیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عطاء الرحمٰن' حرکتہ الجہاد کے رہنما حضرت مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی' جامع مسجد اشرف کے خطیب حضرت مولانا محمد عبداللہ' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا امام الدین قریشی کے بیانات ہوئے۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' حضرت مولانا خدا بخش اور حضرت مولانا اللہ وسایا نے جمع کے خطبات بھی ارشاد فرمائے۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا غلام حسین کا دورہ احمد پور سیال

احمد پور سیال (رپورٹ : قاری سید عباس علی) احمد پور سیال ضلع جھنگ کا ایک ایسا پسماندہ علاقہ ہے کہ جس کا اکثر حصہ سیلاب کی وجہ سے اکثر زیر آب آجاتا ہے۔ 1970ء کی دہائی میں خود بلدیہ احمد پور سیال بھی زیر آب آگیا تھا۔ زیادہ آبادی ہونے کے باوجود کوئی زنانہ یا مردانہ کالج نہیں ہے۔ لوگوں کا زیادہ تر انحصار زراعت سے وابستہ ہے۔ کچھ لوگ تجارت سے منسلک ہیں۔ یہاں ایسی صنعتیں نہیں ہیں جس سے لوگ اپنے معاشی حالات کو سدھار سکیں۔ لوگ ذریعہ معاش کے لئے گھر سے دور دراز کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں۔ مذاہب باطلہ بالعموم اور قادیانیت بالخصوص غیر ملکی امداد کے بل بوتے پر کفر اور گمراہی پھیلانے میں مصروف عمل ہیں۔ آقائے دو جہاں ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے ردائے ختم نبوت پر ناپاک ہاتھ ڈالنے والا یہ مرتد ٹولا غریب کاشت کاروں کو سستی کھاد و زرعی ادویات فراہم کر کے غربت سے مجبور لوگوں کو قرضہ دے کر ان کے قیمتی ایمانوں کو ختم کرنے میں کوشاں ہیں۔ قادیانیوں نے موڑ احمد پور سیال جہاں اکثر مسافر ٹھہرتے ہیں ایک ہوٹل بنایا ہوا ہے۔ جہاں پر مسلمانوں کو چائے اور مٹھائی پیش کر کے ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی ہوٹل کے ساتھ ہی ٹریکٹر ورکشاپ بنائی ہوئی ہے۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں کم قیمت پر ٹریکٹر ٹھیک کئے جاتے ہیں اور جو زمیندار دو تین دفعہ آجائے تو پھر مرزائیت کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس ہوٹل کے قریب ہی چھوٹی سی مسجد ہے جو مسلمانوں نے مسافروں کے لئے بنائی ہے۔ آنے جانے والے مسافر فریضہ نماز ادا کرتے ہیں۔ لیکن اب یہ انگریز کا خود کاشتہ پودا بنا سپتی نبی غلام احمد قادیانی کی ذریت انتہائی عیاری سے مصلی امامت پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اجنبی مسافر لاعلمی کی وجہ سے (کہ ہم ایک مسلمان کے پیچھے نماز پڑھ رہے یا قادیانی کے پیچھے) اپنی نماز برباد کر بیٹھتے ہیں۔ یہاں ایک قادیانی جو ریٹائرڈ پٹواری ہے اپنی دور میں کرپشن کا استاد تھا۔ جس کا چرچہ زبان زد عام ہے۔ جس کا نام محمد ابراھیم ہے۔ یہ قرآن مجید لے کر بیٹھ جاتا ہے اور ہر آنے جانے والے لوگوں کو قرآن آیات کے غلط معنی بتلا کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ باتیں احمد پور سیال کے مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت تھیں۔ چنانچہ محترم مولانا سید عبدالرحمٰن شاہ' میاں حق نواز جنڈیرا اور صوفی محمد علی کھوکھر نے اجتماعی آواز اٹھانے کا مشورہ دیا۔ قادیانیوں کے ارد گرد رہنے والے مسلمانوں کے پاس خصوصی گشت کا اہتمام کیا۔ مقامی علماء کرام سے ملاقاتیں کیں۔ ساتھیوں کی کوششیں بار آور ثابت ہوئیں اسی سلسلہ میں

مرکزی دفتر مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان رابطہ کیا گیا اور درخواست کی گئی کہ مبلغین ختم نبوت علاقہ کا بھرپور دورہ کریں۔ چنانچہ جماعت کے بزرگوں نے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا غلام حسین صاحب کے ذمہ یہ کام لگایا۔ دونوں مبلغین حضرات نے پیر عبدالرحمٰن اور رانا توقیر عباس کے ساتھ مل کر احمد پور سیال شہر کا ہنگامی دورہ کیا۔ اور مساجد میں عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر بھرپور بیانات ارشاد فرمائے۔

مولانا محمد علی صدیقی کا دورہ میرپور خاص

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی نے میرپور خاص' سجاول' ٹنڈو غلام علی' کھوروا' ڈگری' جھڈو' کنری' کوٹ غلام محمد اور گولارچی کے مضافات چک نمبر40' چک نمبر58' چک نمبر32' چک نمبر35 اور دیگر مضافات کا تفصیلی دورہ کیا اور عقیدہ ختم نبوت' مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام' حضرت امام مہدی کے ظہور اور قادیانیت کے سدباب کے لئے دروس دیئے۔

بستی گھلواں تحصیل علی پور میں ایک قادیانی کا قبول اسلام

مسمی حق نواز' ولد غلام حسن' قوم مغل' سکنہ بستی گھلواں تحصیل علی پور نے گواہان کی موجودگی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا بشیر احمد کے سامنے قادیانیت سے اظہار بریت کر کے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔ فالحمدللہ

دعائے صحت کی اپیل

جامعہ مسجد مدینہ گولارچی کے خطیب حضرت مولانا عبدالخیر ہزاروی کے والد ماجد فالج کے حملہ سے ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ قارئین لولاک سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔

دعائے مغفرت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون جناب ڈاکٹر امجد علی واہلہ جو ایک حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ گزشتہ ماہ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم کا خاندان شروع سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا معاون چلا آرہا ہے۔ مرحوم ڈاکٹر صاحب کے والد گرامی جناب عبدالمجید جٹ صاحب حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے حلقہ احباب میں سے تھے۔ عالمی مجلس کے اکابر و رہنماؤں کی قارئین لولاک سے درخواست ہے کہ مرحوم کے بلندی درجات کی خصوصی دعا فرمائیں۔

مرزا قادیانی کی اصلیت

میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ مرزا کی اصل کیا ہے
کرشن کی اوقات اول، شاہیں کا گمان آخر

بنتا ہے مہدی و مسیح و نبی، خدا، ابن خدا
سردار البشر، اول، شرمگاہ انسان آخر

کرتا ہے وحی واعجاز والہامات کا دعوی
تکذیب حدیث اول، تحریف قرآن آخر

کردار میں گفتار میں شیطان کی برہان
خدا! کذاب عصر اول، زندیق زمان آخر

مراق، ہسٹریا، ہیضہ، نسیان، یہ جملہ امراض
نبیوں کی توہین اول، پاگل کی پہچان آخر

محمد سلیم ساقی

بچوں کا صفحہ — اشتیاق احمد

اور سنیئے

مرزا قادیانی (لعنت اللہ) نے اپنی ایک کتاب تریاق القلوب کے ص 152 پر یہ الفاظ لکھے ہیں:

"مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری بھی کرتا پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانے میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گو اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ ایسے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بن جائے۔"

اسے کہتے ہیں اپنی اصلیت ظاہر کرنا...... یہ پیرا لکھ کر مرزا قادیانی نے دراصل یہ بتایا ہے کہ دیکھو مجھ میں یہ یہ اور یہ ایسی ایسی اور ایسی خوبیاں ہیں...... اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے مجھے نبی بنا دیا...... لیکن مرزا یہ لکھتے وقت بالکل بھول گیا...... کہ دنیا میں جتنے بھی نبی آئے...... جتنے رسول بھی آئے...... وہ سب کے سب اعلیٰ ترین ہر لحاظ...... رنگ، نسل، قوم، اخلاق، عادات غرض ہر طرح اعلیٰ ترین تھے...... اور کسی نبی نے بھی اللہ تعالیٰ معاف فرمائے...... نبوت ملنے سے پہلے اس قسم کا کوئی کام بھی نہیں کیا...... اس تحریر سے اس قدر بدبو آرہی ہے کہ لکھتے وقت بھی گھن آئی...... آپ کو پڑھتے ہوئے آئے گی...... کسی کو پڑھ کر سنائیں گے تو اسے سنتے ہوئے آئے گی لیکن یہ الفاظ آپ کے سامنے رکھنے سے مقصد یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہو جائے...... مرزا کیا تھا، کیسا تھا...... وہ اپنی زندگی میں کیا کیا کام کرتا رہا...... اور آخر میں نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا...... اب اسے خوف تھا کہ لوگ کیا کہیں گے...... چوہڑا چمار بھی نبی بن گیا...... چنانچہ اس نے لوگوں کے اس اعتراض سے بچنے کے لئے یہ الفاظ لکھ مارے...... لیکن یہی الفاظ اس کی تصویر لوگوں کو دکھانے کے لئے کافی ہیں......

Manthly Laulak Multan Regd.No.M-108

دنیا بھر کے مناظرین و مبلغین اور فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کرنیوالوں کیلئے خوشخبری

قادیانی شبہات کے جوابات

مسئلہ ختم نبوت' رفع ونزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور کذب مرزا پر امت محمدیہؐ کے علماء واہل قلم نے گرانقدر کتب تحریر فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین کے حکم کی تعمیل میں ان رشحات قلم اور بکھرے ہوئے موتیوں کی آب دار مالا تیار کر دی گئی ہے۔اس نئی ترتیب میں جدید وقدیم قادیانی اعتراضات کے جامع ومانع مسکت 'دندان شکن جوابات جمع کر دیئے گئے ہیں۔

خصوصیات

الف...... عقیدہ ختم نبوت پر قرآن وسنت اور اجماع امت کے دلائل ہیں۔

ب...... مسیلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک تمام بے دین وبد دین افراد وجماعتوں کے جملہ اعتراضات کے جوابات میں مناظرین اسلام نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب کو جمع کر دیا گیا ہے۔

ج...... مناظر اسلام حجۃ اللہ علی الارض حضرت مولانا لال حسین اخترؒ فاتح قادیان استاذ المناظرین مولانا محمد حیاتؒ کی عمر بھر کی ریاضت وفتنہ قادیانیت سے متعلق ان کی علمی محنت کو انہی کی نوٹ بکوں کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔

د...... پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ' مولانا سید محمد علی مونگیریؒ' مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ' مولانا محمد چراغؒ' مولانا محمد سلیم دیوبندیؒ' مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ' مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ' مولانا عبداللہ معمارؒ نے قادیانی شبہات کے جوابات میں جو کچھ فرمایا وہ سب اس کتاب میں سمو دیا گیا ہے۔

ھ...... مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے دوران تعلیم مولانا بشیر احمد فاضل پوری اور مولانا اللہ وسایا نے جو کچھ تحریری طور پر محفوظ کیا' اسی طرح مناظر اسلام فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا خدا بخش' مولانا جمال اللہ' مولانا منظور احمد' مولانا محمد اسماعیل اور دیگر حضرات نے جو کچھ پڑھا' مطبوعہ یا مخطوط جو بھی میسر آیا موقعہ بموقعہ اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔

الحمدللہ ! اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے یہ ایک ایسی دستاویز تیار ہو گئی ہے جسے قادیانی شبہات کے جوابات کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیا جاسکتا ہے۔ پہلا حصہ جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے شائع ہو گیا ہے۔ قیمت 60روپے بذریعہ ڈاک 80روپے وی پی نہ ہو گی۔

نوٹ :پہلے اس کا نام ختم نبوت پاکٹ بک تجویز ہوا تھا مگر اب "قادیانی شبہات کے جوابات" نام رکھا گیا ہے۔

ملنے کا پتہ : ناظم دفتر مرکزیہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ' فون 514122